خطبۂ جمعہ

جو حضرت پیر و مرشد علامہ نور الدین ایدہ اللہ رب العالمین نے ۱۱ ۔ نومبر ۱۹۰۹ء کو یا ایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم ولا نساء من نساء پر پڑھا۔

فرمایا ۔ جب بعض آدمیوں کو آرام ملتا ہے فکر معاش سے گونہ بے فکری حاصل ہوتی ہے وہ نکمے بیٹھنے لگتے ہیں اب اور کوئی مشغلہ تو ہے نہیں تمسخر کی خو ڈال لیتے ہیں یہ تمسخر کبھی زبان سے ہوتا ہے کبھی اعضاء سے کبھی تحریر سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس تمسخر کا نتیجہ بہت برا ہے وحدت باطل ہو جاتی ہے پھر وحدت جس قوم میں نہ ہو ۔ وہ بجائے ترقی کے ہلاک ہو جاتی ہے ۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت کو مار رہے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں تک کہ اسے کہا جاتا ۔ ۔ ۔ کہ زنیت سرقت تو نے زنا کیا تو نے چوری کی ایک سننے والی پر اس کا اثر ہوا اور اس نے دعا کی کہ الٰہی میری اولاد ایسی نہ ہو گود میں لڑکا بول اٹھا ۔ کہ الٰہی مجھے ایسا ہی بنائیو کیونکہ اس عورت پر بدظنی کی جا رہی ہے یہ واقع میں بہت اچھی ہے اسی طرح ایک اور کا ذکر ہے کہ ماں نے دعا کی الٰہی میرا بچہ ایسا ہی ہو مگر بچہ نے کہا الٰہی میں ایسا نہ بنوں ۔ غرض کسی کو کسی کے حالات کی کیا خبر ہو سکتی ہے ۔ ہر ایک کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ممکن ہے کہ ایک شخص ایسا نہ ہو ۔ جیسا اسے سمجھا جاتا ہے لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہو ۔ مگر خدا کے نزدیک مقرب ہو ۔ پھر الاعمال بالخواتیم کے مطابق ۔ ممکن ہے جس سے تمسخر کیا جاتا ہے اس کا انجام اچھا ہو ۔ ولا نساء من نساء ۔ آیت میں آیا ہے یہاں عورتیں ہنسی ہوتی ہیں مگر آدمی کا نفس ہی مؤنث ہے ہر ایک اس کو مراد رکھ سکتا ہے دوم اپنے اپنے گھروں میں جا کر یہ بات پہنچا دو ۔ کہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کی تحقیر نہ کرے اور اس سے ٹھٹھا نہ کرے ۔ تم ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نام نہ رکھو ۔ تم کسی کا برا نام رکھو گے تو تمہارا نام اس سے پہلے فاسق ہو چکا ۔ مومن ہونے کے بعد فاسق نام رکھانا بہت ہی بری بات ہے ۔ یہ تمسخر کہاں سے پیدا ہوتا ہے بدظنی سے اس لئے فرماتا ہے ۔

اجتنبوا کثیرا من الظن ۔ بدگمانیوں سے بچو حدیث میں بھی آیا ہے ایاکم والظن ۔ فان الظن اکذب الحدیث ۔ اس بدظنی سے بڑا بھاری نقصان پہنچتا ہے میں نے ایک کتاب منگوائی وہ بہت بے نظیر تھی میں نے مجلس میں اس کی اکثر تعریف کی کچھ دنوں بعد وہ کتاب گم ہو گئی مجھے کسی خاص پر تو خیال نہ آیا مگر یہ خیال ضرور آیا کہ کسی نے اٹھا لی ہے پھر جب کچھ عرصہ نہ ملی تو یقین ہو گیا ۔ کہ کسی نے چرا لی ۔ ایک دن جب میں نے اپنے مکان سے الماریاں اٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں الماری کے پیچھے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے ۔ جس سے معلوم ہوا کہ کتاب میں نے رکھی ہے اور وہ پیچھے جا پڑی اس وقت مجھے دو معرفت کے نکتے کھلے ایک تو مجھے ملامت ہوئی کہ میں نے دوسرے پر بدگمانی کیوں کی ۔ دوم میں نے صدمہ کیوں اٹھایا ۔ خدا کی کتاب ۔ اس سے بہت زیادہ عزیز اور عمدہ میرے پاس موجود تھی اسی طرح میرا ایک بستر تھا جس کی کوئی آٹھ تہیں ہوں گی ایک نہایت عمدہ ٹوپی مجھے کسی نے بھیجی جس پر طلائی کام ہوا تھا ایک عورت اجنبی ہمارے گھر میں تھی اسے اس کام کا بہت شوق تھا اس نے اس کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹوپی گم ہو گئی ۔ مجھے اس کے گم ہونے کا کوئی صدمہ تو نہ ہوا کیونکہ نہ میرے سر پر پوری آتی تھی نہ میرے بچوں کے سر پر مگر میرے نفس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کے پسند آ گئی ہو گی ۔ مدت گذر گئی اس عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کے لئے کھولا گیا تو اس کی ایک تہ میں سے نکل آئی ۔ دیکھو بدظن کیسا خطرناک ہے اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو سکھاتا ہے جیسا کہ اس نے محض اپنے فضل سے میری رہنمائی کی اور لوگوں سے بھی ایسے معاملات ہوتے ہوں گے ۔ مگر تم نصیحت نہیں پکڑتے ۔ اس بدظنی کی جڑ ہے ۔ کرید خواہ مخواہ کسی کے حالات کی جستجو اور تاڑ بازی ۔ اس لئے فرماتا ہے ۔ ولا تجسسوا ۔ اور پھر اس تجسس سے غیبت کا مرض پیدا ہوتا ہے ۔

ان آیات میں تم کو یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ گناہ شروع میں بہت چھوٹا ہوتا ہے مگر آخر میں بہت بڑا ہو جاتا ہے ۔ جیسے بڑ کا بیج دیکھنے میں کتنا چھوٹا ہے لیکن پھر بعض بڑیں ایک ایک میل تک چلی گئی ہیں ۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں ۔ کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہو ۔ اور بدی کو اس کے ابتدا میں چھوڑ دو ۔

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پرواپرائٹرز و پرنٹرز و پبلشرز کے حکم سے باہتمام قاضی محمد ظہور الدین اکمل اسسٹنٹ چھپکر شائع ہوا ۔

بشارت محمدیہ صلعم

برنباس حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے تھے - اور یروشلم کے گرجا بیت المقدس کے خادم - انہوں نے سنٹ پال (پولوس حواری) کے ساتھ ملکر دین عیسوی کی منادی میں بہت نمایاں حصہ لیا ہے اور وہ حضرت مسیح کی سوانح کے مؤلف ہیں - برنباس کی انجیل نہائت مستند مانی جاتی تھی مگر مسیحی مذہب کے احبار و رہبان نے کسی خاص غرض سے اس کی پردہ داری ضروری تصور کی اور اسے گویا دنیا سے معدوم کر ڈالا تھا - اقتباسات مذکورہ کا ترجمہ ہم ذیل میں ناظرین کی آگاہی کے واسطے درج کرتے ہیں -

۳۹ ب - حضرت آدم نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے سورج کی طرح منور ایک نوشتہ دیکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ "صرف ایک ہی خدا ہے اور محمدؐ اس کا رسول ہے" اس پر حضرت آدم نے اپنا منہ کھولا اور کہا کہ "اے میرے خداوند خدا ! میں تیرا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے اپنے فضل و کرم سے پیدا کیا ہے مگر میں التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے اس قدر بتا دے کہ ان الفاظ کے کیا معنے ہیں کہ "محمد رسول خدا ہے" کیا کوئی آدمی مجھ سے پہلے پیدا ہو چکا ہے ؟

پھر خدا نے کہا کہ "اے میرے بندے آدم ! تجھے بشارت ہو اور میں کہتا ہوں کہ تو ہی پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا ہے اور وہ آدمی جس کا نام تو نے دیکھا ہے تیرا فرزند ہے جو زمانہ دراز کے بعد دنیا میں آئیگا اور میرا پیغمبر ہو گا جس کی خاطر میں نے سب کچھ پیدا کیا ہے اور یہ آکر دنیا کو روشنی دیگا یہ وہ شخص ہے جس کی روح میرے کوئی شے پیدا کرنے سے ۶۰ ہزار سال پہلو آسمانی نور میں درخشاں تھی -

۴۱ ب - خدا نے اپنے آپکو چھپا لیا اور فرشتہ میکائیل آدم کو بہشت سے نکالکر لے گیا اس وقت آدم نے پھر کر دیکھا تو وہ دروازہ جنت پر لکھا تھا کہ "خدا واحد ہے اور محمد رسول خدا ہے" - (آدم نے کہا) اے میرے پیارے فرزند تو جلد آکر ہمیں مصیبت سے نکال"

۴۴ الف - جب میں نے اس کو دیکھا میری روح یہ کہتے ہوئے تشفی سے مملو ہو گئی کہ "اے محمدؐ خدا تیرے ساتھ ہو اور مجھے تیری جوتی کا تسمہ کھولنے کے قابل کرے کیونکہ یہ مرتبہ حاصل کرنے سے میں بڑا نبی اور خدا کے نزدیک مقدس ہوں گا"

۵۲ الف - پھر خدا اپنے سب انبیاء کو زندگی بخشے گا جو آدم کے بعد رسول خدا کا ہاتھ چومیں گے - اور اس کے ظل حفاظت میں آئیں گے اور پھر خدا تمام برگزیدہ لوگوں کو زندگی بخشے گا جو یہ پکاریں گے کہ اے محمدؐ ہمیں یاد رکھیو"

۹۷ ب - عیسے نے جواب دیا کہ "محمد کا نام بہت عجیب ہے کیونکہ جب خدا نے اس کی روح کو پیدا کیا اور اس کو آسمانی جلال میں رکھا تو اس کو یہی نام دیا تھا اور خدا نے فرمایا تھا کہ محمدؐ - ٹھہر - میں تیرے لئے بہشت دنیا اور مخلوقات کے انبوہ کثیر کو پیدا کرتا ہوں اور میں سب تیری نذر کر دونگا - پس جو تجھے برکت دیگا وہ خود متبرک ہو گا اور جو تجھے بد دعا دیگا وہ خود بد دعا کا مورد ہو گا - جب میں تجھے دنیا میں بھیجوں گا تو میں تجھے نجات کا رسول بنا کر بھیجوں گا اور تیرا کلام اس قدر صادق ہو گا کہ زمین و آسمان ٹل جائیں گے - مگر تیرا قول کبھی نہیں ٹلیگا - تیرا مبارک نام محمدؐ ہے -

پھر انبوہ خلائق نے غل مچایا کہ اے خدا اپنے پیغمبر کو ہمارے پاس بھیج اے محمدؐ تو دنیا کی نجات کے واسطے یہاں جلد پہونچ -

۱۰۸ ب - عیسیٰ نے دلی مسرت سے جواب دیا کہ "یہ محمد رسول اللہ ہے اور جب یہ دنیا میں آئیگا تو جس طرح کہ مینہ زمین کو اس حالت میں سرسبز کرتا ہے جبکہ بہت عرصہ پہلے پانی نہ برسا ہو اسی طرح دنیا میں بوجہ لا انتہا رحم کے جو یہ ساتھ لائیگا - نیک کاموں کا موجد ہو گا - کیونکہ یہ سفید بادل خدا کے فضل و کرم سے پُر ہو گا اور خدا اپنا یہ رحم ایمانداروں پر مینہ کی طرح برسائیگا -

۲۳۰ الف - عیسیٰ نے جواب دیا برنباس میری اس بات پر ایمان لاؤ کہ خدا ہر گناہ کے واسطے خواہ وہ کیسا ہی خفیف کیوں نہ ہو سخت سزا دیتا ہے کیونکہ خدا گناہ سے ناراض ہوتا ہے لہذا جب میری ماں اور میرے ایماندار شاگرد میرے ساتھ تھوڑی سی دنیاوی محبت کی وجہ سے پیار کرتے تھے تو راستباز خدا نے انکو موجودہ رنج سے سزا دی تاکہ انکو جہنم کے شعلوں میں جلنا نہ پڑے اور گو میں دنیا میں بے قصور تھا جب لوگوں نے مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہا تو خدا نے اس خیال سے کہ حساب کے روز فرشتے مجھ سے تمسخر نہ کریں دنیا ہی میں لوگوں سے میرا تمسخر کرایا اور لوگوں کو یقین دلوایا کہ میں صلیب پر مرا ہوں اور یہ تمسخر محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے آنے تک جاری رہیگا اور جب وہ آئیں گے اس وقت یہ غلطی لوگوں پر ظاہر کریں گے - جو خدا تعالیٰ کی قدرت پر ایمان رکھتے ہیں -

ساقیا آمدن عید مبارکباد

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صاحبزادہ والا تبار میرزا محمود احمد صاحب کے مشکوئے معلیٰ میں ۱۵ ار نومبر کی رات کو جسکی صبح کو ۱۶ نومبر ہے بیٹا عطا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو اپنے مقدس جد امجد کے کمالات و اخلاق فاضلہ کا پورے طور پر وارث بنائے اور مفصلہ ذیل الہامات کا مصداق ہو -

۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء بوقت شام - انا نبشرک بغلام حلیم - ۲۱ - اکتوبر ۱۹۰۶ء انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک - ۲۶ - نومبر ۱۹۰۶ء ساھب لک غلاما زکیا - رب ھب لی ذریۃ طیبۃ - انا نبشرک بغلام ن اسمہ یحییٰ -

یہ ایک میری آرزو ہے اور اے میرے مولا کریم وہی ہو جو تیری مرضی ہے تیرے وعدے پر اے میرے قادر توانا مجھے پورا یقین ہے جو تو نے اپنے مقدس نبی سے ان الفاظ میں کیا ہے - انی ادیعک وکلا جیعک داخرج منک قوماً -

منصوری پر ایک مباحثہ

جب منصوری سے اطلاع پہونچی کہ بعض مخالفین مباحثہ کے لئے مُصر ہیں - تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ایک وفد (میر قاسم علی صاحب دہلوی - حافظ روشن علی صاحب - مولوی غلام رسول صاحب - مفتی محمدؐ صادق صاحب مخدوم مولوی محمدؐ علی صاحب ایم - اے ایڈیٹر ریویو کی امارت میں وہاں بھیجدیا مباحثہ کے لئے دو دن ۱۴ و ۱۵ نومبر مقرر تھے - ایک دن حیات و ممات مسیح جس میں مدعی فریق مخالف تھا اس لئے جواب الجواب بھی انہی کی طرف سے ہوا اور دوسرے دن دعاوی مسیح موعود جنمیں مدعی ہم تھے - اس لئے جواب الجواب ہماری طرف سے ہوا - آج ۱۶ ار نومبر ۱۹۰۹ء کو تار پہونچا کہ مباحثہ کامیابی سے ختم ہوا - الحمد للہ - تفصیل حالات انشاء اللہ بعد میں عرض ہوں گے - فریق مخالف میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مدرس اول سہارنپور اور تھے

فیروزپور

فیروزپور احمدیہ انجمن کے سکریٹری منشی جعفر علی خانصاحب کی بجائے (کیونکہ آپ بسلسلہ ملازمت لودیانہ تبدیل ہوئے ہیں) منشی فرزند علی صاحب مقرر ہوئے ہیں - اور یہ امر قابل مبارکباد ہے کہ یہاں کی جماعت کو ایک مسجد مل گئی ہے منشی کرم الٰہی صاحب کی اخلاقی جرأت قابل تحسین ہے

مشفقی ام جناب بابو فرزند علی صاحب ہیڈ کلارک قلعہ میگزین السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپکی چٹھی مجھے ملی چونکہ یہ مسجد میرے والد صاحب بزرگوار کی تعمیر کی ہوئی ہے اور میں تا این دم اس کا متولی ہوں میں بڑی خوشی سے آپکو اجازت دیتا ہوں کہ آپ اور آپکے ہم خیال اس میں نماز پڑھیں اور اس کو آباد کریں اور شکست و ریخت کرا دیں میری طرف سے یا دیگر مسلمانوں کی طرف سے آپکو کوئی تکلیف نہوگی میں اس بات میں بہت خوش ہوں کہ یہ خانۂ خدا آباد ہو یہ چند حروف بطور اجازت نامہ آپکو لکھدیتا ہوں کہ سند رہے -

آپکا نیاز مند - کرم الٰہی - میونسپل کمشنر فیروزپور شہر بقلم خود ۴ ۱۱ ۹

ایک ضروری بات

پچھلے جلسہ سالانہ پر مقامی انجمن کے ممبروں کی مہمان نوازی اور احسن انتظام تو اظہر من الشمس تھا - مگر بیرونجات سے جلسہ میں شریک ہونیوالوں کی تعداد امید سے کئی گنا بڑھ کر تھی اس لئے منتظمان پر حد سے بڑھ کر بوجھ ہو گیا جس کو انہوں نے بڑی علو ہمتی سے اٹھایا اب چونکہ سالانہ نزدیک ہے اس لئے بذریعہ اخبار تحریک ہونی چاہیئے کہ وہ بھائی جو جلسہ شروع ہونے سے پہلے قادیان میں پہونچ سکتے ہیں اور جن کو کافی وقت مل سکتا ہو وہ اپنے آپکو والنیٹرز پیش کر کے صدر انجمن کا انتظام کے متعلق بوجھ بٹا کر ثواب عظیم میں حصہ دار ہوں - (صاحب الدین لاہور)

شعر و شاعری

در بدر میں ایک دو نظمیں اور مضامین ایسے نکل چکے ہیں جن کے سبب سے ہمارے بعض ہندوستانی مُحب ناراض چلے آتے ہیں اس پر چند ایک خطوط اور مضامین میرے پاس پہونچے مگر اس خوف سے کہ بات لمبی نہ ہوجاوے۔ مَیں نے انہیں چھاپنا مناسب نہ سمجھا اور کئی طرح سے اخبار میں اور پرائیوٹ خطوط کے ذریعہ سے معذرت چاہی مگر غالباً وہ قبول نہ ہو سکی۔ ♦ اس واسطے سب سے آخری مضمون جو شاعری پر مجھے پہونچا ہے وہ ان دوستون کی خوشنودی کے واسطے ادب اور اکمل نے بھی اس کو چھاپ دینا پسند کیا ہے درج اخبار کرتا ہون۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خوشخبری سُناتا ہون کہ مخدومی حضرة خواجہ کمال الدین صاحب المتخلص بکمال نے بھی وعدہ فرمایا ہے کہ شعر و شاعری کے برخلاف ایک مضمون بدر کے واسطے لکھین گے جو کہ ہدیہ ناظرین کیا جاویگا۔ اس جگہ اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ شاعری مین غلو کرنا ہرگز بدر کے مقاصد مین نہین اور نہ ایسا ہُوا ہے ہان حضرت اقدس ع مرحوم و مغفور مسیح موعود و مہدی معہود کے حکم کے مطابق شعر و سخن کا کالم بدر مین کہولا گیا تھا اور وہ جاری ہوگا اور ضرور رہیگا انشاء اللہ تعالےٰ جب تک کہ یہ عاجز اخبار کا ایڈیٹر ہے۔"

[illegible]

ہمارے شاعرون کی توجہ کے قابل

اکثر دیکھا گیا ہے کہ گوری چٹّی رنگت کے ننھے ننھے بچون کی آنکھون مین اُنکی مائیں جب سُرمہ لگاتی ہین تو سُرمہ کی سلائی سے ان کی پیشانی پر سُرمے کا ایک داغ مانند خال بنا دیتی ہین جو بہت ہی بہلا معلوم ہُوا کرتا ہے حافظ شیرازی نے ایرانی سفید رنگ معشوق کے ایک سیاہ تِل کی قیمت سمرقند اور بخارا کی ملکوت کی ہمسنگ ٹھہرائی ہے جیسا کہ فرماتے ہین ؎

اگر آن ترکِ شیرازی بدست آرد دلِ ما را
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

لیکن اگر بجائے ایک سیاہ نقطہ کے بچے کا تمام منہ سُرمہ سے کالا کر دیا جاوے یا خالِ رُخِ تابان بڑہتے بڑہتے ابی سینیا کا باشندہ بنا دے تو کیا اس ترقی کے ساتھ اُس سُرمہ کے نقطہ یا خالِ رُخسار کی خوبی اور قدر و قیمت بھی اسی نسبت سے بڑھ جائیگی؟ نہین۔ ہرگز نہین۔ بلکہ ایسا شخص اپنی بدصورتی کے لئے ضرب المثل اور انگشت نما ہو جائیگا دسترخوان پر چٹنی بے شک کھانے کی لُطف کو دو بالا کر دیتی ہے لیکن کیا کوئی صاحبِ مذاقِ سلیم گوارا کر سکتا ہے کہ اُس کے آگے چٹنی کی قاب بھر کر رکھدی جاوے اور وہ صرف چٹنی ہی سے اپنا پیٹ بھرے؟ نہین ہرگز نہین۔ جب کسی قوم مین تمول حکومت اور اطمینان کافی طور پر آ جاتا ہے تو پھر اس کے افراد کی توجہ آسائش و زیبائش کی طرف مبذول ہُوا کرتی ہے جیسا کہ خلفائے عباسیہ کے سونے چاندی اور جواہرات کے بنے ہوئے درخت و پرند اور شاہ جہان کے تختِ طاؤس وغیرہ کی مثالین ہمارے پیش نظر ہین لیکن کیا فاتحین ایران و روم و مصر وغیرہ عربون کو بھی ان تکلّفات اور آرائشون سے کوئی تعلق تھا؟ یا کیا تیمور و بابر کی فتحمند افواج کے زین و لگام بھی شاہجہانی درباریون کے گھوڑون کی مانند استبرق و طلاء کے بنے ہوئے تھے؟ نہین۔ ہرگز نہین۔ مَیں اس تمہید سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ جو حیثیت خالِ ہندو چٹنی اور زیبائش کی ہے وہی مرتبہ مسلمانون کی شاعری کا ہونا چاہیے آجکل مسلمانون اور بالخصوص احمدیون کو تمام وہ مراحل طے کرنے باقی ہین جو کسی قوم کو قوم بننے کے لئے ابتداءً طے کرنے پڑا کرتے ہین شاعری کی لَو کچھ اس قدر بڑھ گئی ہے کہ جس ہونہار نوجوان کو دیکھو اسی مین مشغول و مستغرق نظر آتا ہے اس وقت تو ضرورت ہے اسبات کی کہ مخالفین اسلام کے حملون یعنی منطقہ حارہ کی بادِ سموم کے جھونکون سے اسلام کے نورانی چہرہ کو محفوظ رکھنے اور جھلسنے سے بچانے کی کوشش کی جاوے۔ لیکن بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا کے سبق کو رٹنے والے ناعاقبت اندیش شیدائی اس فکر مین لگے ہوئے مین کہ سارے چہرہ پر سیاہ تلون کی ایسی کثرت ہو کہ کہیں تِل رکھنے کو جگہ باقی نہ رہے کہانے کو نور روٹی دستیاب ہونی مشکل ہے لیکن نادان اس کوشش مین لگا ہُوا ہے کہ جیب کے چند پیسے چٹنی ہی مین صرف کر دئیے جاوین قزلباشون نے تمام ملک فتح کر لیا اور محمد شاہ پیا ابھی ناچ رنگ کی تیاریون مین معروف ہین کیسے افسوس کا مقام ہے کہ قرآن کریم پر۔ حضور نبی کریم کی لائف پر بے شرم حریف حملے کر رہے ہین اور پروانہ و بلبل جیسے ضعیف کیڑون اور پرندون کی ہمسری پر فخر کرنے والے عالمِ خیال کے بادشاہ یعنے ہمارے نازک مزاج نکھٹو شعرا سمجھتے ہین کہ بس ہم ہی اعلیٰ درجہ کے اسلامی جرنیل ہین اور ہم ہی ساری دنیا کو فتح کر لینے والے ہین اس مین شک نہین کہ فوجی چھاونیون مین سپاہی بیکاری کے ایام مین مصنوعی جنگ اور فوجی قواعد کے علاوہ تفریح طبع اور ورزش جسمانی کو ملحوظ رکھ کر فٹ بال بھی کھیلتے ہین لیکن کیا یہ جائز ہے۔ کہ میدان جنگ مین بھی جبکہ حریف کی طرف سے توپون اور بندوقون نے گولون اور گولیون کا مینہ برسا رکھا ہو۔ بجائے ہتھیارون سے کام لینے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے فٹ بال میچ شروع کر دیا جاوے۔ یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف مین نظم سے بھی کام لیا ہے کیونکہ وہ اس کے اہل تھے اور انکو نظم سے کام لینے کی ضرورت بھی تھی۔ سوچو اور غور کرو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت کے لئے مسجد مین ممبر رکھوایا اور کفار کو جواب دلوایا کیونکہ اوس وقت ضرورت تھی لیکن کیا حضرت ابو بکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض وغیرہ جلیل القدر صحابہ اور فاتحین روئے زمین نے حضور نبی کریم کے بعد اپنی ہمتین قصیدے کہنے مین صرف کی تھین؟ ہمارا یہ وقت ہرگز ایسا نہین کہ ہم اپنی دماغی قوتون کو قوافی تلاش کرنے اور غزلین لکھنے مین صرف کرین محض حماقت اور نادانی ہے ایک مسلمان نے یہان تک بھی لکھدیا کہ "روح کے لئے قانون بنانے کا کام عمدہ طور سے شاعر ہی انجام دیتا ہے ...... کون سے قوانین ایسے ہین کہ ان مین پند دلبند و دل پسند تازہ و پاکیزہ ایسی ہون جیسی رومی و ثنائی کے کلام مین ...." مجھ کو حیرت ہے کہ قوم کا مذاق کس قدر بگڑ گیا ہے اور دماغ کس قدر قابلِ علاج ہین کہ شاعرون کے (جنمین اکثر بیہودہ سلر اور ہرزہ درا ہوتے ہیں) کلام کے مقابلہ مین خدا کے کلام یعنی قرآن شریف کی عزت کا بھی مطلق پاس و لحاظ نہین کیا گیا۔ کیا قرآن شریف تربیت رُوح اور تہذیب نفس کے قوانین بیان کرنے سے عاجز ہے یا شاعرون کے کلام سے کم رتبہ ہے؟ کہ ہم شاعرون کے کلام کو اپنا مقتدا بنائین افسوس کہ وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا اور وما ھو بقول شاعر سے شاعری کی پلیدی کا اندازہ نہ کیا پھر وہی نادان کہتا ہے کہ "شاعر اخلاقی حیات کے حصہ کا کام جو جاودانی ہے کرتا رہتا ہے جب تک رُوح کو بقا ہے شاعر کے قانون کو فنا نہین .... سب سے زیادہ شاعر کی خصلت اشرف و افضل ہے شاعر سچائی پرست ہوتا ہے وہ نیک کام فقط راستی ہی کی خاطر سے کرتا ہے ...... خود مبارز و مدبر دونون اپنے سے برتر شاعر کو مانتے ہین"

خدا تعالیٰ شاعر کی تعریف فرماتا ہے۔ والشعراء یتبعھم الغاون الم تر انھم فی کل واد یھیمون۔ وانھم یقولون ما لا یفعلون۔ یعنے شاعر تو خود گمراہ ہوتے ہین اور گمراہی کی تعلیم کرتے ہین اور ان کی پیروی بھی گمراہ لوگ ہی کرتے ہین کیا تو نے اس بات پر نظر نہین کی کہ یہ شعراء خیالی باتون کے ہر ایک میدان مین سرگردان پڑے پھرا کرتے ہین اور ایسی باتین کہا کرتے ہین جو خود نہین کرتے یعنے دروغگو اور بے ہودہ سرا ہوتے ہین ایک سچے مسلمان کے لئے تو یہ بہت ہے لیکن بہانہ گیر اور حیلہ جو طبیعت کا کوئی علاج نہین۔ باقی یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے شاعر سے جو شخص مراد لیا ہے وہ کچھ اور ہماری مراد دوسری ہے سراسر نادانی اور کوتاہ نظری ہے جو لوگ آجکل شاعری کی حمائت مین اس قسم کی باتین بناتے اور پادر ہوا دلائل گھڑ کر کے لاتے ہین وہ ہرگز ہرگز اپنے آپ کو ثابت ہی نہین کر سکتے کہ ہمارا کام اور ہمارا کلام اوس قسم کے شاعرون سے قطعاً مختلف ہے جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے کلام پاک مین تذکرہ فرمایا ہے۔ اگر بطور فرض اس بات کو بھی مان لیا جاوے۔ کہ شکسپیر۔ ہومر فردوسی۔ کالیداس وغیرہ دنیا مین پیدا نہ ہوتے۔ تو دنیا ہرگز اسقدر ترقی نہ کر سکتی اور یہ بھی مان لیا جاوے کہ یہ مشہور شعراء پیغمبرون کے ہمرتبہ اور انبیاء کی طرح ارشاد و اصلاح کا کام کرنیوالے ہوئے ہین تو جو لوگ آجکل کے شاعری پیشہ اور شاعری کو دلدادہ ہین اور آپے سے باہر ہوئے جاتے ہین انکو اس سے کیا؟ اون کی شاعرانہ قابلیتین تو مذکرة الصدر شعراء کے شاعرانہ کمالات کے فضلہ ع

مضمون آہین کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں پھر بھلا وہ کیسے اُن تعریفوں کے مصداق ٹھہر سکتے ہیں جو کھینچ تان کر شعراء مذکورۃ الصدر کے زبردستی متعلق کی گئی ہیں یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو شعر کہتے تھے اس لئے شاعری ایسا پیشہ ہے کہ اس میں ہم کو خوب اپنی ہمتیں صرف کرنی چاہئیں بالکل غلط استدلال ہے میں کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور من اللہ تھے وہ الہام ربانی سے تربیت یافتہ تھے تم پہلے ان کے احکامات وارشادات کی تعمیل میں تو پورے اترو جن میں اس کا کہیں ذکر نہیں کہ فن شعر میں دن رات منہمک رہا کرو کم سے کم نصائح مندرجہ کشتی نوح ہی کو دیکھو) نادانو! تم اپنی تک بندیوں کو الہام کہتے ہو اور تلامیذ الرحمٰن بننے کا داعیہ کر کے سخت گستاخی کے مرتکب ہوتے ہو۔ پھر حضرت صاحب نے تو خود ارشاد فرما دیا ہے کہ ع۔

"کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق"

کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ حضرت صاحب پاخانہ میں بیٹھ کر شعر سوچا کرتے تھے مجھ کو جہاں تک علم ہو چکا ہے یہی ہے کہ حضرت صاحب نظم بالکل اسی طرح لکھتے تھے جیسے نثر۔ ان کی نظمیں خود اس بات کی شہادت دے رہی ہیں اور اپنی سلاست زبان اور پُر تاثیر مضامین سے ثابت کر رہی ہیں کہ ہم کسی کاہش و کوشش اور آورد کا نتیجہ نہیں ہیں بعض اُن روحانی مریضوں کے لئے جن کو نظم پڑھنے کا شوق ہو۔ حضرت صاحب نے نثر میں کوئی مضمون نہ لکھا نظم میں لکھ دیا لیکن کیا ہمارے شاعر دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم اُسی قسم کی نظمیں لکھتے ہیں جیسی حضرت صاحب لکھا کرتے تھے اور ہماری نظمیں ویسی ہی مفید اور ضروری ہیں جیسی حضرت صاحب کی نظمیں تھیں۔ غور کرو اور سوچو حضرت صاحب ہرگز شاعر نہ تھے زیادہ سے زیادہ حضرت صاحب کو تم ناظم کہہ سکتے ہو وہ بھی اسی قدر جس قدر کہ اون کی نظموں کو ان کے تمام مہتم بالشان کارناموں سے نسبت ہے یعنی حضرت صاحب کی نظمیں اون کے خوبصورت اور نورانی کارناموں کے چہرہ پر خال ہندو ہیں کہ خوبصورتی کو دوبالا کرنے والی ہیں اور ہیں کے دسترخوان رشد وہدایت پر خوش مزہ چٹنی کا لطف دے رہی ہیں اب تم ذرا اپنی خبر تو لو۔ کہ تمہاری کس قدر ہمتیں اس کام میں صرف ہو رہی ہیں اور دین کی کیا کیا خدمات اس سے سرانجام پا رہی ہیں تم نے کس قدر نظمیں ایسی لکھی ہیں جو گم گشتگان بادیۂ ضلالت کے لئے ہادی صراط مستقیم کا کام دے رہی ہیں تمہاری نظموں سے کس قدر گمراہوں کو ہدایت اور کس قدر دشمنان دین کو ندامت حاصل ہوئی ہے تمہاری کس قدر نظمیں ایسی ہیں جنہیں حضرت صاحب کی نظموں کی کامل تقلید اور پورا پورا نمونہ نظر آتا ہے؟ میرا یہ مدعا ہرگز نہیں کہ ہماری جماعت کے تمام شعراء اور ان کی ہر ایک نظم غیر ضروری ہے جو ضروری اور مفید ہو اس کی تو میں دل سے قدر کرتا ہوں مثلاً حضرت صاحبزادہ عالی تبار کی وہ درد انگیز اور بیدار کن نظم جو اونھوں نے گذشتہ دسمبر کے جلسہ میں پڑھوائی تھی۔ اور جو رسالہ تشحیذ الاذہان کے کسی نمبر میں شائع بھی ہو چکی ہے نہایت قیمتی اور اعلیٰ سے اعلیٰ ستائش کی مستحق ہے میں تو غیر ضروری افراط اور شاعری میں دن رات محو و منہمک رہنے کا مخالف ہوں دراں حالیکہ ہمارے سامنے بڑے بڑے ضروری اور اہم کام موجود ہیں اور قضا ہو رہے ہیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نظم لکھنا اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ اس کو حضرت صاحب سے بحیثیت ان کے مسیح موعود و مہدی مسعود ہونے کے کوئی تعلق ہے تو ضروری ہے کہ حضرت صاحب کا سچا جانشین اور خدا تعالیٰ کا قائم کیا ہوا خلیفہ جس طرح حضرت صاحب کے علوم روحانی اور اصلاح و ہدایت کے کاموں کا وارث ہے وہ ناظم بھی ضرور ہو اور اس کی ہر ایک کتاب اور اکثر تحریریں نظم سے خالی نہ ہوں ورنہ لازم آتا ہے کہ ہمارا موجودہ امام اکثر باتوں میں تو خلیفۃ المسیح ہے لیکن پورا پورا خلیفۃ المسیح نہیں یعنی ناظم ہونے کے اعتبار سے ہماری جماعۃ کے شعراء خلیفۃ المسیح ہیں اور اگر ان میں سے کسی شاعر یا ناظم کو دوران سر اور ذیابیطس کا عارضہ بھی لاحق ہو۔ تو پھر تو وہ شائد اپنے آپ کو ایک معقول درجہ اور معتد بہ حصہ کا خلیفۃ المسیح کہیگا۔

دوستو! یہ تمہاری نادانی ہے یہ شیطان نے تم کو دھوکہ دیا ہے جو تم شاعری کو عبادت سمجھتے ہو اپنی قدر کو پہچانو اور تدبر کرو کہ آجکل قوم کو تمہاری ان غزلوں اور نظموں کی زیادہ ضرورت ہے یا اس بات کی کہ اون کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معانی اور قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہ کیا جاوے اور بیرونی حملہ آوروں کے سامنے سینہ کو سپر بنایا جاوے ہمارے قومی اور مذہبی قلعہ پر چاروں طرف سے شیطانی افواج نے دھاوا بول دیا ہے اور ہم اندر بے فکر بیٹھے ہوئے اور اپنے گاؤ تکیے کے سہارے اینڈتے ہوئے زلف دوتا اور آہ رسا کے مضامین سوچ رہے ہیں۔ تُف ہے ہماری ایسی مردانگی پر۔ اور نفرین ہے ہماری اس بہادری پر۔ کیسے غضب کی بات ہے کہ آریہ دریدہ دہن اپنی شہرہ بد تہذیبی اور گستاخی سے ہمارے پاک مذہب پر جھوٹے اور گندے بہتان باندھیں اور ہم بجائے اس کے کہ ان کے زہریلے اثر کو دور کریں آہ رسا اور نالۂ نارسا کے اشعار پڑھ پڑھ کر مست ہو رہے ہیں کسی کو یہ شبہ نہ گذرے کہ شاعری اور نظم ایک ہی چیز ہے۔ شاعر سخن ساز ہوتا ہے اور ناظم بیچارا اصل مضمون کو صرف موزون اور مناسب الفاظ میں ڈھال دیتا ہے۔ چونکہ ناظم کی نظم اس کے اصل مضمون کی ذمہ وار نہیں ہوتی اس لئے ناظم کو بحیثیت ناظم ہونے کے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں شاعری کو چونکہ مضمون آفرینی سے بھی تعلق ہے اس لئے شاعر کو مضمون کی خرابی پر بھی متہم کیا جا سکتا ہے اور عموماً شاعر اپنے آپ کو بیہودہ سرائی سے بچا نہیں سکتے اسی واسطے خدا تعالیٰ نے شاعر کی مذمت بیان فرمائی لیکن بیچارے ناظم کو کچھ نہیں کہا اس مضمون میں میں اس بات کا ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ عالی تبار جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نظم لکھنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند کوئی کاہش و کوشش نہیں کرتے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک دن شام کے وقت بیڈ منٹن (ٹینس کی قسم کا ایک کھیل ہے جس کی غرض و غائت ورزش جسمانی ہے) کھیلتے ہوئے چند ہی منٹ میں ایک لمبی اور بڑی دلچسپ نظم کہہ ڈالی جو شائد کسی اخبار میں بھی شائع ہو چکی ہے پس اس طرح کی نظم بے شک خال رخ یار کی طرح دلفریبی کا باعث ہو سکتی ہے کیونکہ اوس نے ہمارے بہادر جرنیل کے قیمتی اوقات کو ضائع نہیں کیا اس نے آپکے قیمتی اور ضروری اشغال درس و تدریس میں کوئی کمی نہیں ہونے دی بلکہ وہ ایسے وقت میں کہی گئی کہ نہ اور کوئی مفید کام اس وقت ہو سکتا تھا اور نہ جسمانی صحت اور دماغ پر اس کا بُرا اثر پڑ سکتا تھا میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کہتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ عالی تبار کی نظمیں قریباً تمام اسی طرح چلتے پھرتے سیر میں کبھی فیلڈ میں کبھی کبھی سفر وغیرہ میں بالکل قلم برداشتہ ہی لکھی جاتی ہیں پھر اون کو یہ کہ پنسل وغیرہ سے جہاں لکھ کر ڈال دیں وہیں پڑی رہیں ان کے سنبھالنے اور حفاظت سے رکھنے کی دردسری بھی اون کو گوارا نہیں مثلاً چند مسودے صندوق میں میرے ہی پاس آٹھ دس مہینے سے پڑے ہیں لیکن دوسری طرف یہ دیکھ کر سخت رنج ہوتا ہے کہ ہمارے بعض قیمتی بھائیوں نے اس شاعری کی پلید عادت کا اپنے پیچھے ایسا مرض لپٹا لیا ہے کہ گویا اندر ہی اندر اون کو گھن لگ رہا ہے بعض نے اپنی صحت کو نہائت خراب کر لیا ہے بعض نے اپنی طالب علمی کے قیمتی زمانہ کو اس منحوس شغل میں صرف کرنا شروع کر دیا ہے بعض نے جو سرکاری ملازم ہیں اپنے آپ کو اپنے افسروں اور ہم چشموں کی نگاہ میں انگشت نما بنا لیا ہے۔ اور ہر شخص ان کو یہ کہنے کے لئے دلیر ہو گیا ہے کہ صاحب فلاں شخص تو ہمیشہ شعر کا مضمون ہی سوچتے رہتے ہیں ان سے بھلا نوکری کا کام کہاں ہوتا ہے۔ پھر نتیجہ دیکھو تو ہیچ۔ اتنی بڑی کوشش و کاہش اور جفا کشی کے ساتھ پرورش کی ہوئی شاعری کو ملاحظہ کیجئے۔ تو بس سبحان اللہ!! اتنا سختیاں جھیل کر کم سے کم اتنا تو ہوتا کہ شاعری تو کچھ نون پانی ہوتی لیکن افسوس کہ ان حضرات کی شاعری کو لوگ پڑھتے ہیں اور قہقہے لگاتے ہیں احمدیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور منہ چڑاتے ہیں جس نظم کو پڑھو یہ کیفیت کہ جیسے کھانا کھاتے ہوئے ہر ایک لقمہ میں سنگریزہ دانت کے نیچے آ جاوے ہماری جماعت میں صرف چند ہی اشخاص ایسے ہیں جو اچھی نظم لکھ سکتے اور لوگ اون کی نظموں کو شوق و محبت سے پڑھتے ہیں لیکن وہ سب خموش ہیں۔ ؎

یاری باید و نے آید ٭ غیری آید و نے شاید۔

جو لکھنا نہیں جانتے وہ لکھتے ہیں اور اسی میں اپنی ساری کوششیں اور ہمتیں صرف کئے دیتے ہیں بعض حضرات یہ کہہ کر سبکدوش ہو جاتے

ہیں کہ اُردو میں پنجابی محاورات شامل ہونے چاہئیں اچھا صاحب! منظور، چشمِ ما روشن دلِ ما شاد!! لیکن وہ پھر اس کے بعد بھی تو پورے نہیں اُترتے اس کا کیا علاج کہ شعروں اور مصرعوں کے اوزان تک ٹھیک نہیں اب بتاؤ کیا سر ماریں اور ایسے اعجوبۂ روزگار شاعر کو کس خطاب سے مخاطب کریں مجھ کو یہاں دار المصدر میں رہنے اور کبھی کبھی اخباروں اور رسالوں کے دفتروں تک پہونچ سکنے سے اس بات کا علم ہے کہ آجکل ہماری جماعت کے نوجوانوں کی ایک معقول تعداد اس شاعری کے خبط میں مبتلا ہے اور اس کثرت سے نظمیں اخبار میں چھپنے کے لئے آتی ہیں کہ دیکھ دیکھ کر اور سُن سُن کر تعجب ہوتا ہے جب وہ نظمیں اخباروں میں شائع نہیں ہوتیں تو سُنا ہے کہ ان شاعروں کے بڑے بڑے ناراضی اور غصہ کے خطوط آتے ہیں ہماری جماعت میں جو چند اشخاص اچھے شاعر ہیں مثلاً مختار شاہجہانپوری، ثاقب بالیر کوٹلوی، ذوالفقار علی خان رامپوری وغیرہ یا جو کسی مضمون کو صحت کے ساتھ موثر طریقہ پر ادا کر سکتے ہیں۔ مثلاً مخدومنا حضرت ناصر، میر قاسم دہلوی جناب حامد صاحب سیالکوٹی وغیرہ سو بیچارے سب خموش ہیں۔ نوجوانو! ذرا سوچو تو سہی جبکہ ہمارے ایسے بڑے بڑے صاحب کمال حضرات خاموش ہیں تو تمہاری کتنی بڑی گستاخی ہے کہ تم بڑھ بڑھ کر بولتے ہو اور باذاق لوگوں کے لطف کو منغص کرتے ہو۔

زبان سے فضول بک بک کرنے والے اور میدان میں پیٹھ دکھانے والے بزدلوں نے شاعری کو ملک وملت کی ترقی کا موجب ٹھہرایا اور اس کے ثبوت میں بہت کچھ زور لگایا ہے لیکن ہم کو پیچیدہ بحث میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ مشاہدہ تمام ثبوتوں سے بڑھ کر ثبوت ہوتا ہے جن مسلمانوں نے اسپین کو فتح کیا اور وہاں شاندار اسلامی حکومت قائم کی اون میں کوئی شاعر نہ تھا۔ لیکن جب اسپین سے مسلمان بیک بینی و دوگوش نہایت ذلیل وتباہ ہو کر نکلے ہیں تو ان میں درجنوں اور کوڑیوں شعرا موجود تھے ایران، روم ومصر وغیرہ کے فاتح اور ملک گیر مسلمانوں میں کسی شاعری پیشہ شخص کا کم سے کم مجھ کو پتہ نہیں چلا لیکن خلافت عباسیہ کے آخری دور میں جبکہ وحشی مغلوں نے خلافت کی تمام شان وشکوہ کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند ڈالا۔ بغداد کا شاید کوئی کوچہ شاعروں سے خالی ہو۔ ہندوستان میں شہاب الدین غوری اور قطب الدین ایبک وغیرہ کا شاعری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن ننگ خاندان کیقباد کے دربار میں شعرا کی معقول تعداد موجود تھی۔ تغلقوں کے شاندار خاندان میں جس شخص کو شاعری سے زیادہ تعلق ہُوا وہی خاندان کا برباد کرنے والا ثابت ہُوا۔ تیمور و بابر کیسے بےدھڑک بہادر اور مسلمانوں کے مایۂ ناز فخر تھے لیکن شاعر نہ تھے پھر اونہیں کی اولاد میں محمد شاہ نے شاعر بن کر سارے خاندان کی ناک کٹوادی اور عظمت و عزت کو خاک میں ملا دیا۔ اس کے بعد بہادر شاہ ظفر نے (جو اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے) تیموری اور بابری سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر چھوڑی لکھنؤ میں اودھ کی جس شاندار ریاست کو ابو المنصور اور شجاع الدولہ نے خون پانی ایک کر کے قائم کیا تھا واجد علی شاہ اختر نے (جو اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے) بیخ و بن سے نام ونشان مٹا کر چھوڑا۔ ایشیائی شاعروں میں فردوسی کا نام سب سے پہلے لیا جاتا ہے لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ محمود غزنوی کی فتوحات کو شاہنامہ سے بھی کوئی تعلق تھا یا کسی وقت شاہنامہ کے ذریعہ سے کہیں کوئی کارنامہ ہوا ہے ہم دور کیوں جاویں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات میں غور کرو کہ شاعروں کی شاعری سے کس قدر کام لیا گیا ہے؟ یہ محض ایک دھوکا ہے کہ شاعر ملکوں کو فتح کرا دیتے ہیں اور قوموں کو اپنی اُنگلی کے اشارہ پر جس ناچ چاہتے ہیں نچاتے ہیں۔ میں نے تو آج تک کسی شاعری کے حامی سے کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں سُنا جس کو وہ تاریخی طور پر مدلل کر سکے اور وہ تیمور، نادر، نپولین سکندر وغیرہ جاہل سپاہیوں کے کسی ایک معمولی کارنامہ کا ہم رتبہ ہو اور صرف کسی شاعر کی رجز خوانی کا نتیجہ ہو۔ ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم زمانہ جاہلیت کی مُردہ باتوں اور دواوین جاہلیت کے مضامین کو آیت وحدیث کی طرح حقائق مثبتہ ٹھہرالیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جس طرح دسترخوان پر قسم قسم کے کھانوں کے ساتھ چٹنی بھی مزا دیجاتی ہے اسی طرح قوم میں تمول ہو۔ اطمینان ہو۔ تو شاعری بھی شاید کسی قدر لطف خیز ثابت ہو جائے ورنہ خالی لکیر پیٹنے سے کیا ہوتا ہے۔ غور کرو کہ ایک تو ہارون الرشید کے دربار میں ابی نواس تھا اور ایک ظفر کے دربار میں مرزا غالب۔ کیا دونوں کی یکساں حالت تھی؟ دنیا میں اگر بادشاہ نہ ہوں تو انتظام عالم درہم برہم ہو جائے سپاہی پیشہ لوگ نہ ہوں۔ نہتے اور ہیجڑے بڑے بڑے شرفا کو ذلیل کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ سوداگر نہ ہو تو لوگوں کو راحت و آرام کی تمام چیزوں کے مہیا کرنے میں بڑی بڑی مشکلات کا سامنا ہو کاشتکار نہ ہو، تو اناج کھانے کو مشکل دستیاب ہو موچی نہ ہو تو جوتیاں کہاں سے میسر ہوں۔ معمار نہ ہو تو مکان کون بنائے نجار نہ ہو تو میز کرسی کہاں سے آئے۔ قصہ مختصر اگر خاکروب یعنے بھنگی نہ ہو تو پاخانہ صاف نہ ہو اور بدبو کے مارے لوگوں کے گھر دوزخ بن جاویں لیکن ایک شاعر نہ ہو تو کسی کو کوئی تکلیف دنیا میں نہیں۔ بدون شاعر کے ساری دنیا اسی طرح امن وامان اور راحت وآرام سے قائم رہ سکتی ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ ضرورت کے اعتبار سے تو شاعر کا رتبہ ایک خاکروب کے برابر بھی نہیں۔

یہ بھی ایک مغالطہ اکثر لوگوں کو لگ گیا ہے کہ شاعری تصوف کی جان ہے نادان اتنا غور نہیں کرتے کہ اگر شاعری تصوف کے لئے لازم ملزوم ہوتی تو ہر ایک صوفی کے لئے شاعر ہونا بھی لازمی ہوتا کیا حضرت محی الدین ابن عربی اور حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رح کا مرتبہ مولوی رومی سے کچھ کم سمجھتے ہو؟ یا کیا شیخ شہاب الدین سہروردی کو شیخ سعدی اور حافظ شیرازی سے کم رتبہ خیال کرتے ہو؟ تاریخ عالم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قوم میں شاعری کا مذاق حد سے زیادہ بڑھا وہی تباہ ہوئی شاعری انسان کو ہمیشہ بزدل نامرد اور نکھٹو بنا دیتی ہے اسی لیئے دنیا میں کسی ایسے مشہور آفاق بہادر کا نام نہیں لیا جا سکتا جو شاعری پیشہ بھی ہو۔ فردوسی۔ کالیداس۔ ہومر۔ شکسپیر وغیرہ میں اکثر ایسے ہیں جنھوں نے بڑی بڑی رزمیہ نظمیں لکھیں لیکن خود میدان جنگ میں عورتوں سے بھی بدتر ثابت ہوئے تھے۔ اصحاب نبی کریم میں حضرت حسان بن ثابت کی شاعری کے لئے جس طرح شہرت ہے، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ دوسرے صحابہ کرام کے مقابلہ میں وہ اعلیٰ درجہ کے نامور اور ممتاز بہادر بھی تھے اور میدان جنگ میں حضرت خالد بن ولید کے دوش بدوش رہ کر مبارز طلب کیا کرتے تھے؟

برادران ملت! شاعری کو حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ اور اس میں اپنی طاقتوں کو ہرگز صرف نہ کرو تم کو تو کام کا آدمی بننا چاہیئے نہ صرف نام کا اور خیر سے تم کو تو اس شاعری میں نام بھی حاصل نہیں مثال کے طور پر بتاتا ہوں کہ تم میں ہی سے بعض بڑے بڑے دعوے کرنیوالے شاعر بھی ایسے ہیں کہ کوئی رباعی لکھتے ہیں تو ایک مصرع گز بھر کا ہوتا ہے۔ تو دوسرا اکیس ۲۱ گرہ کا۔ تذکیر وتانیث کی خبر نہیں محاورات سے اطلاع نہیں۔ پھُس پھسی بندش پھُسر پھُسر الفاظ۔ نہ کوئی خوبی ہوتی ہے نہ کوئی دلفریبی۔ پھر ان سر توڑ ..... کوششوں کو ایک غیر ضروری شغل میں صرف کرنے۔ اپنی تندرستیوں تک کو معرض خطر میں ڈال لینے۔ اپنے افسروں کو ناراض کرنے اپنے ہچشموں میں بدنامی کے ساتھ نکھٹو اور نکمّے مشہور ہونے اپنی تعلیم کا ہرج کرنے۔ اپنے پروفیسروں کو ناخوش رکھنے وغیرہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم اور ملت کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہونچتا اور فن شعر میں بھی کوئی دستگاہ حاصل نہیں ہوتی۔ بقول کسے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

اس بات کا ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ جس شخص نے تمہاری اس قدر سمع خراشی کی ہے کسی وقت میں اس کو بھی فن شعر سے خاصہ تعلق رہا ہے۔ مگر اس نے کبھی شاعری میں اپنے قیمتی اوقات کو ضائع نہیں کیا بلکہ محض تفریح طبع کے طور پر ہی لکھا کرتا تھا تاہم وہ اپنی سابقہ غلط کاری کا معترف اور اب شاعری سے بالکل بے تعلق اور اپنی موجودہ حالت میں بہت خوش ہے سوائے اس کے اور کیا کہوں ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

الراقم۔ اکبر شاہ خان نجیب آبادی ۔ ۲۶۔ ستمبر ۹ سنہ ع

خاتم النبیین ؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معظم برادر اڈیٹر صاحب بدر دامت عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء کے بدر مین حضرت مولانا امیر المومنین خلیفۃ المسیح کا ایک مراسلہ بعنوان "خاتم النبیین" کسی متین مستفسر صاحب کے جواب مین شائع ہو کر نور افزائی بصیرت ہوا۔ مفہوم ہوتا ہے کہ معزز مستفسر صاحب نے یہ دعوے کر کے کہ یہ تیرہ سو برس مین کسی شخص نے کبھی کسی رسول یا نبی نہین کہا۔ حضرت سے جواب کا مطالبہ کیا ہے جس کا جواب حضور نے چند اشعار مثنوی مولانا روم اور حضرت خواجہ معین کی تصنیف سے دیا ہے اور ۱۳ مسلم الثبوت اولیاء اللہ کے کلام سے جواب ثابت کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ چشم نگران اور دل منتظر ہے۔ کہ کب مستمع والا قدر کی صلاحیت موعودہ ان جواہر کے اظہار کا موجب ہوتی ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر نامناسب نہ ہو تو عرض کیا جاوے۔ کہ عزیز مستفسر محققین اولیاء اللہ کے کلام سے ناآشنا ہین ورنہ ایسا دعویٰ نہ فرماتے۔ کمل مکملین کے کلام اور تلقین سے ثابت اور ناقابل تردد اور محقق ہے کہ الشیخ فی زمرتہ کالنبی فی اُمتہ - اس تقریب پر عاجز احقر کتاب "الانسان الکامل" تصنیف حضرت سید عبد الکریم الجیلی سے (جو ایک مشہور ومتداول اور درسی کتاب ہے اور اکثر مشائخ کے خانوادون مین زیر درس رہتی ہے اور جس کو حضرت خواجگان چشت بھی برسا مشائخ سے پڑھتے اور پڑھاتے آئے ہین) کسی قدر عبارت نقل کرتا ہون - ۶۳ وین باب مین ہے

ثم اعلم ان اللہ تعالیٰ جعل مطلق اُمۃ محمد علے اسبع مراتب المرتبۃ الاولے الاسلام المرتبۃ الثانیۃ الایمان المرتبۃ الثالثۃ الصلاح المرتبۃ الرابعۃ الاحسان المرتبۃ الخامسۃ الشہادۃ - المرتبۃ السادسۃ الصدیقیۃ المرتبۃ السابعۃ القربۃ - ثم ان الاسلام بنی علے خمسۃ اصول الاول شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ - والثانی اقامۃ الصلوٰۃ الثالث ایتاء الزکوٰۃ الرابع صوم رمضان - الخامس الحج الی بیت اللہ الحرام ..... لمن استطاع الیہ سبیلا - واما الایمان فبنی علی رکنین الرکن الاول - التصدیق الیقینی بوحدانیۃ اللہ وبملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ - وھذا التصدیق الیقینی ھو عبارۃ عن سکون القلب الی تحقیق ما اخبرہ من الغیب - کسکونہ الی ما شاھدہ ببصرہ من الوجود فلا یشوبہ ریب - الرکن الثانی الاتیان بما بنی الاسلام علیہ - اما الصلاح فمبنی علی ثلاثۃ ارکان الاول ھو الاسلام والثانی ھو الایمان والرکن الثالث دوام عبادۃ اللہ تعالیٰ - بشرط الخوف والرجاء فی اللہ تعالیٰ - واما الاحسان - فمبنی علی اربعۃ ارکان الاسلام والایمان والصلاح والرکن الرابع الاستقامۃ فی المقامات السبعۃ وھی التوبۃ والانابۃ والزھد والتوکل والرضا والتسلیم والاخلاص فی جمیع الاحوال - واما الشہادۃ فمبنیۃ علی خمسۃ ارکانٍ الاسلام والایمان والصلاح والاحسان والرکن الخامس الارادۃ ولہ ثلثۃ شروط الاول انعقاد المحبۃ للہ تعالیٰ - من غیر علۃ ودوام الذکر - من غیر فترۃ والقیام علی النفس بالمخالفۃ من غیر رخصۃ - واما الصدیقیۃ فمبنیۃ علی ستۃ ارکان الاسلام والایمان والصلاح والاحسان والشہادۃ والرکن السادس المعرفۃ ولہا ثلث حضرات الحضرۃ الاولے علم الیقین الحضرۃ الثانیۃ عین الیقین الحضرۃ الثالث حق الیقین ولکل حضرۃ من جنیہما سبعۃ شروط الاول الفناء الثانی البقاء الثالث معرفۃ الذات من حیث تجلے الاسماء الرابع معرفۃ الذات من حیث تجلی الصفات - الخامس معرفۃ الذات من حیث الذات السادس معرفۃ الاسماء والصفات بالذات السابع الاتصاف بالاسماء والصفات - واما القربۃ فمبنیۃ علی سبعۃ ارکان الاسلام والایمان والصلاح والاحسان والشہادۃ والصدیقیۃ والرکن السابع الولایۃ - الکبریٰ ولہا اربع حضرات الحضرۃ الاولے حضرۃ الخُلۃ وھی مقام ابراھیم الذی من دخلہ کان اٰمنا والحضرۃ الثانیۃ حضرت الحُبّ فیہ برزت لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم خلعۃ التسمی بحبیب اللہ - الحضرۃ الثالث حضرۃ الختام و ھو المقام المحمدی فیہ رفع لواء الحمد الحضرۃ الرابعۃ حضرۃ العبودیۃ فیہ سماہ اللہ تعالیٰ - بعبدہ حیث قال سبحان الذی اسری بعبدہ وفیہ نبیٔ وارسل الی الخلق لیکون رحمۃ للعالمین فلیس للمحققین من ھذا المقام الا التسمی بعبدہ سبحانہ فہم خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع الحضرات ما خلا ما اختص بہ فی اللہ مما انفرد بہ محتدہ عنہم - فمن اقتصر من المحققین علی نفسہ فقد ناب عن محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی مقام النبوۃ ومن یھدی الی اللہ تعالیٰ - کسادات الکمل من المشائخ فقد ناب عنہ فی مقام الرسالۃ ولا یزال ھذا الدین قائماً مادام علے وجہ الارض واحد من ھذہ الطائفۃ لانہم خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم - ینذبّون عن دینہم کما یذب الراعی عن الغنم فہم اخوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذین اشار الیہم بقولہ واشوقاہ الی اخوانی الذین یاتون من بعدی (الحدیث) فہولاء انبیاء والاولیاء یرید بذلک نبوۃ القرب والاعلام والحکم الالٰہی لا نبوۃ التشریع لان نبوۃ التشریع انقطعت بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم فہولاء منبئون بعلوم الانبیاء من غیر واسطۃ پھر لکھا ہے - ثم اعلم ان نبوۃ الولایۃ اخراج الحق العبد الی الخلق لیقوم بامورہم المصلحۃ لشؤنہم فی ذلک الزمان علی شرط الحال فیدبر الخلق بحالہ ویجرّہم الی ماھو الاصلح لہم فمن دعا الخلق منہم الی اللہ تعالیٰ قبل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کان رسولا ومن دعا بعد محمد ؐ کان خلیفۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم کمن مضی من ساداتنا الصوفیۃ مثل ابی یزید والجنید والشیخ عبد القادر و محی الدین العربی وامثالہم ؓ ومن لم یدع الی اللہ تعالیٰ بل وقف معتد بیر امورہم علی حسب ما ینبئہ اللہ تعالیٰ عن احوالہم فہو نبی نبوۃ ولایۃ ثم ھذا اذا کان علی طریق مستقلۃ من غیر اتباع لمن قبلہ فہو نبی نبوۃ تشریع وقد استد بابہا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فظہر من ھذا جمیعہ ان الولایۃ - اسم للوجہ الخاص الذی بین العبد وبین ربہ ونبوۃ الولایۃ اسم للوجہ المشترک بین الخلق والحق فی الولی ونبوۃ التشریع اسم لوجہ الاستقلال فی متعبداتہ بنفسہ من غیر احتیاج الی احدٍ والرسالۃ اسم للوجہ الذی بین العبد وبین سائر الخلق نعلم من ھذا ان ولایۃ النبی افضل من نبوتہ مطلقاً ونبوۃ ولایتہ افضل من نبوۃ تشریعہ ونبوۃ تشریعہ افضل من رسالتہ لان نبوۃ التشریع مختصۃ بہ والرسالۃ عامۃ بغیرہٖ وما اختص بہ من التعبدات کان افضل مما تعلق لغیرہ - فان کثیرا من الانبیاء کانت نبوتہ نبوۃ ولایتہ کالخضر وکعیسیٰ اذا نزل الی الدنیا فانہ لا یکون لہ نبوت تشریع وکغیرہ من نبی اسرائیل وکثیر منہم لم یکن رسولا - بل کان نبیا مشرعاً لنفسہ ومنہم من کان رسولا الی واحد ومنہم من کان رسولا الی طایفۃ مخصوصۃ ومنہم من کان رسولا الی الانس دون الجن ولم یخلق اللہ رسولا الی الاسود والاحمر والاقرب والابعد الا محمد ؐ صلے اللہ علیہ وسلم - آگے لکھا ہے - وکل نبی ولایۃ افضل من الولی مطلقاً ومن ثم قیل بدایۃ النبی نہایۃ الولی فافہم وتامل فانہ قد خفی علی کثیر من اھل ملتنا واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل - اور ولایت کی تعریف مین فرمایا ہے - اعلم ان الولایۃ عبارۃ عن تولی الحق سبحانہ وتعالیٰ عبدہ بظہور اسمائہ وصفاتہ علیہ -

ولایت کبریٰ کی تعریف مین صاف لکھدیا ہے کہ فہم خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع الحضرات - صرف وہ خصوصیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جس سے آپ کی ذات بابرکات سب اپنے نواب کی جماعت سے منفرد ہے وہ قرب کے انتہائی عروجی نقطہ پر ہونا اور کل انبیاء ورسل کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہین - معناً وحقیقۃً اور ان انبیاء کا جو بعد آنحضرت ؐ کے اُمت محمدیہ مین سے پیدا ہوئے ہین صورۃً ومعناً مقتدا ہونا ہے اور محبت کے سب سے رفیع پایہ پر فائز ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معنوی خصوصیات کو سوائے آنحضرۃ ؐ

کی ذات کی کوئی نہیں جانتا اور جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع سے انسان کو ظلی طور پر یعنے نیابت کے طور پر خلت اور محبوبیت بلکہ مقام محمدی اور مقام عبودیت جو کہ کمال معراج کا مقام ہے حاصل ہوتا ہے تو کس قدر مستبعد ہے کہ تیرہ صدیوں میں کسی نے کسی کو نبی نہیں کہا حالانکہ خدام عالی مقام آنحضرت کے خصوصیات محمدی کے فیوض و برکات سے بہی محروم نہیں ہیں چنانچہ حضرت الختام کی تشریح سے مستدبر کو مفہوم ہوتا ہے۔ اور حضرت سید محمد بن جعفر المکی خلیفہ حضرت چراغ دہلوی نے بحر المعانی میں اس حدیث کو جس کا حوالہ اس عبارت میں دیا گیا ہے۔ اس طرح درج کیا ہے۔

قال علیہ السلام یا ابا ذر تمشی وحدک فالله تعالیٰ فرد وانت فی الارض فرد وکن فرداً لفرد ثم قال یا ابا ذر ان الله جمیل ویحب الجمال ثم قال یا ابا ذر اتدری ما غمی وفکری والی ای شیٔ اشتیاقی فقال اخبرنی یا رسول الله صلی الله علیک وسلم غمک وفکرک واشتیاقک ثم قال اخ اخ واشوقاه الی لقاء اخوانی یاتون من بعدی وهم کالانبیاء وهم عند الله بمنزلة الشهداء وبمنزلتی وهم یفرون من الآباء والامهات والاخوان والاخوات ابتغاء مرضات الله تعالیٰ وهم یترکون المال ویتنزلون انفسهم بالتواضع ولا یرغبون فی الشهوات وهم جلسوا فی بیت من بیوت الله مغمومین محزونین من حب الله قلوبهم الی الله وروحهم مع الله وعلمهم من الله واذا مرض احد منهم هو افضل من عبادة سنة وان شئت اذیدک یا ابا ذر قال بلی یا رسول الله فقال یا ابا ذر الواحد منهم یموت فهو کمن مات فی السماء لکرامتهم عند الله وان شئت اذیدک یا ابا ذر فقال بلی یا رسول الله فقال الواحد منهم فی مرة یقول الله فله عند الله اجر سبعین حجة وغزوة وکان له اجر عتق اربعین رقبة من ولد اسمٰعیل علیہ السلام وکل واحد منهم باثنی عشر الفا وان شئت اذیدک یا ابا ذر قال بلی قال الواحد منهم یصلی رکعتین افضل عند الله من رجل یعبد الله فی جبل لبنان مثل عمر نوح علیہ السلام الف سنة۔ وان شئت اذیدک یا ابا ذر قال نعم یا رسول الله قال الواحد منهم یسبح تسبیحة خزانة یعطیه الله یوم القیامة ذالکة من ان تسیر معه جبال الدنیا ذهبا وان شئت اذیدک یا ابا ذر قال نعم یا رسول الله۔ قال نظرک الی احدهم احب الی الله تعالیٰ من نظرک الی بیت الله تعالیٰ ومن نظر الیه فکانما ینظر الی الله تعالیٰ ومن ستره فکانما ستر الله تعالیٰ ومن اطعمه فکانما اطعم الله تعالیٰ وان شئت اذیدک یا ابا ذر قال بلی یا رسول الله قال یجلس الیهم قوم متقلین من الذنوب مایقومون من عندهم حتی ینظر الله الیهم ویغفر لهم ذنوبهم لکرامتهم عند الله ویا ابا ذر ضحکهم عبادة ومزاحهم تسبیح ونومهم صدقة۔ ینظر الله الیهم فی کل یوم سبعین مرة قال یا ابا ذر انی الیهم مشتاق فقال واشوقاه الی لقائهم و یقول صلی الله علیہ وسلم۔ اللّٰهم احفظهم وانصرهم علی من خالفهم واقر عینی بهم یوم القیامة ثم قرء الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔

جس معیار کے ساتھ اہل حقائق نے ایسی احادیث کی تنقید کی ہے وہ معیار علماء حدیث کے ہاتھوں سے اونچا تہا اور اونچا ہے اس واسطے کسی شخص کی جرح ویا تنہٗ قابل التفات نہیں ہو مجہ کو بہت بڑا افسوس ہے کہ میرے وطن کا ایک نیک باطن سمجہدار مگر ستجمل حاکم اور نوجوان اس حدیث کے نہ جاننے کی وجہ سے ٹہوکر میں آگیا اور روحانی مرض میں مبتلا ہوگیا اب وہ متعبد شب خیز سب کچہ ہے مگر اس مرض کا قاعدہ ہے کہ اکثر بڑہتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فزادهم الله مرضا۔ اس حدیث میں ہمارے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا شوق جو بوجہ کمال مناسبت ومشابہت کے اتم ورجہ کا شوق ہے یہی کافی گواہ ہے اور لفظ کالانبیاء اور بمنزلتی کافی ہے اور جب تقریب کلام یہاں تک پہونچی ہے۔ تو عرض کرنا مناسب ہے۔ کہ اس حدیث میں بیعت اور چندہ کے فوائد بھی صاف طور پر ظاہر فرماتے ہیں۔ کو لوامع الصادقین کی تشریح و تفسیر زمانی ہے اور زیارت بلکہ جلسہ سالانہ کی ترغیب روشن طریق سے مستنبط ہوتی ہے اور افادات علمی حاصل کرنے کی تحریص اور خضوع خشوع اور نماز کا طریق سب کچہ درج ہے بلکہ یوں سمجھیے کہ ملت احمدی کی تعلیم لب لباب اس حدیث میں درج ہے اور مطابق منطوق حدیث کی اس ملت کے امام اور آپ کے متبعین کا ظاہر ہونا صحت حدیث کا اسناد صحیح سے بہی بڑھ کر قوی ثبوت ہو گیا ہے۔

اگر مستمع کا ظرف وسیع ہو تو کمالات امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ مگر متعصبین غیر محقق اندہی تقلید کے عاشق نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے آگاہ ہیں۔ کہ زبردستی اسرائیلی عیسے کو مقام محمدی دے رہے ہیں اور وہ عذر کرتا ہے۔ یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد اور اُمّت محمدیہ کے شان کو نہ جاننو کا مرض ہے کہ نہ مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کی طرح پہچانا نہ من عرف نفسہ کے مقتضا سے اپنے رتبہ کو پہچانا نہ خدا کی معرفت ہوئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے۔ ان هو الا عبد انعمنا علیه وجعلناه مثلا لبنی اسرائیل۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شہادت عیسٰی ابن مریم کے حق میں ہے۔ جس کو یہ لوگ قبول نہیں کرتے اور محمدیوں کی علو شان کی شہادت کہ۔ ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکة فی الارض یخلفون۔ یعنے ملکیت اور خلافت محمدیہ کے سزاوار تم میں سے ہیں۔ عیسے کی شان میں تکلو بحث ہو۔ حضرت سید محمد مکی چودہویں مکتوب میں فرماتے ہیں۔ ”بعضے اولیاء امت حضرت رسالتمآب علیہ السلام در مقام قربت حضرت رسالت اند نزدیک حضرت عزت جلت قدرتہٗ فضل مقید دارند بر انبیاء دیگر چنانکہ حضرت رسالت علیہ السلام رمزے ازین اولیاء خود نمودہ گفتہ “انی رایت رجالا من امتی لیلة المعراج یرحمهم الله تعالیٰ فی مقامی”۔ پہر لکھتے ہیں کہ ” لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل گفتہ است۔ اما ولا ولی نگفتہ زیرا کہ ایشان را در مقام خود در وقت خود و مشاہدہ خود و کلام خود باز نمود“ پہر لکھتے ہیں کہ ” شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ نیز ہمدرین معنے تمام بیرون دادہ ست و در رسالت خود نوشتہ“ پہر لکھتے ہیں کہ ” پس اے محبوب چون قربت خویش را مشاہدہ و معاینہ خواہی کرد آنگاہ معلوم ست خواہد شد۔ ازین درجہ تا بقربت چہ مقدار تخصیص ست۔ ..... سلف معلوم کردہ اند و بدین معنی رسیدہ اند۔ اما از دیدہائے سقیم و عقلہا عقیم پوشیدہ اند۔ پہر لکھتے ہیں۔ اعلم ان تلک الولایة مخصوصة بمحمدیین ولهذا قال عیسے علیہ السلام یا لیتنی کنت من امة محمد علیہ السلام ثم قال فو الله لا تنال لی الا بمتابعة محمد صلی الله علیه وسلم۔ پہر لکھا ہے۔ کہ ” اولیاء خدام آنحضرت اند۔ لا محال در مقام خواجہ عالم قرب و مشاہدہ یابند ہمدرین معنی حضرت رسالت علیہ السلام رمزے بیرون دادہ۔ کہ یرحمهم الله تعالیٰ فی مقامی“

نوٹ۔ عیسٰی ؑ اور اس کے نزول کا لفظ آگیا ہے بوجہ پوری ہو جانے حجت کے اس مسئلہ میں احقر نے کسی تشریح کی ضرورت نہیں سمجہی اور واضح ہو کہ اولیاء امت اور مسیح امت میں ایک خاص امتیاز بوجہ ختم ولایت کے ہے جیسا کہ سائر انبیاء اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہے۔ فلیتدبر المتدبرون ۱۲۔

خاکسار غلام احمد اختر از اوچ ریاست بہاولپور

---

۱۳ و ۱۴ نومبر کی درمیانی رات کو شمال و مشرق کی جانب ایک عجیب اور بڑا سا شہابہ جس کی روشنی سبزی اور سفیدی سے نہایت آب و تاب رکہتی تہی جنوب مغرب کی طرف گذر گیا۔ جس جگہ سے وہ شہابہ میری نظر سے غائب ہوا اس جگہ پر شہابہ کی بس ماندہ روشنی کئی طرح کی شکلیں بدلتی ہوئی اور اخیر کو کاغذ کے ایک بڑے تختے کے مقدار اور بدلی کی شکل لیتی ہوئی واپس شمال و مشرق کو چل پڑی قریباً بیس پچیس منٹ کا عرصہ واپس جا کر منہدم ہو گئی۔ (کرم دین از ڈنگہ)

دفتر اخبار بدر سے خرید کرو

شہادت الفرقان۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی کتاب شہادۃ القرآن کا دندان شکن علمی جواب۔ قیمت ۲؍

معیار الصادقین۔ راستبازوں کی پہچان کے اصول اور مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت۔ قیمت ۳؍

ظہور المسیح۔ اکثر مخالف کتابوں کے اعتراضوں کے جوابات وفات مسیح اور حضرت کے دعاوی کی نسبت کامل تشریح آیت استخلاف کی عجیب تفسیر کی گئی ہے قیمت صرف ۶؍

سر الشہادتین۔ مصنفہ مولانا فاضل امروہی مولوی سید محمد احسن صاحب مولانا عبد اللطیف شہید کی پیشگوئی سورہ ولیٰن سے۔ قیمت ۱؍

عصمت انبیاء۔ ان آیات کی صحیح تفسیر جن سے نادان انبیاء کا گنہگار ہونا سمجھتے ہیں۔ قیمت ۱؍

غلامی۔ غلامی کے متعلق تمام اعتراضات کے جواب اور فیصلہ کن بحث قیمۃ ۳؍

چشمہ مسیحی۔ حضرت اقدس کی تصنیف عیسائیوں کے خلاف۔ جواب کہیں نہیں ملتی۔ قیمت ۳؍

آئینہ صداقت۔ حضرت اقدس کی وفات پر نہایت عجیب رسالہ۔ قیمت ۲؍

مبادی الصرف۔ صرف عربی زبان سیکھنے کے لئے مختصر و جامع رسالہ تصنیف حضرت امیر المومنین۔ قیمت ۲؍

الاستخلاف۔ شیعوں کا رد قرآنی آیات سے ایک نئی طرز میں قیمت ۲؍

البرہان الصریح۔ پنجابی نظم میں دلچسپ۔ قیمت ۲؍

شہادت آسمانی حصہ اول و دوم۔ قیمت ۶؍

مور کھ سید حہ۔ مسیح موعود کی وفات پر جو اعتراضات ہیں ان کے جوابات قیمۃ ۱؍

اسلام کی پہلی کتاب۔ مصنفہ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب۔ بچوں کے لئے حضرت اقدس کے دعاوی اور ان پر اعتراضوں کے جواب کے متعلق مدلل و مکمل رسالہ۔ قیمت ۴؍

عیسائی مذہب۔ عیسائیوں کے مذہب اور مسیح کے صلیب سے بچکر کشمیر ہو پہنچنے کا ثبوت۔ قیمت ۶؍

معیار حق۔ سچے مذہب کی شناخت کے بارے میں۔ قیمت ۱؍

لیکچر مہر سنگھ۔ جس میں باوا نانک علیہ الرحمۃ کا اسلام ثابت کیا گیا ہے قیمۃ ۱؍

کاسر احمدی ۱؍ ۔ **نظم مستورات** ۱؍

القول الصحیح۔ میاں ہدایت اللہ صاحب مشہور شاعر پنجابی کی اردو نظم مسیح موعود کے دعاوی کے ثبوت میں۔ قیمت ۱؍

شری نہ کلنک اوتار۔ جس میں حضرت صاحب کا کرشن اوتار ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ حجم ۱۶۲ صفحے۔ قیمت ۸؍

کرشن لیلا۔ ایک ہندی نظم لیکھرام کی ہلاکت اور کرشن اوتار کی صداقت قیمۃ ۱؍

فتح الدین۔ مسیح کی وفات کے ثبوت میں آیات و احادیث کی پنجابی نظم میں تفسیر قیمت ۳؍

سیر پرند۔ شکاری لوگوں کے لئے بہت مفید ہے بجائے ۸؍ ۴؍

نادر موقعہ ۸؍

آپ صاحبان کی سہولت و آرام کے لئے ہم نے انتظام کیا ہے کہ آپ ضلع گجرات کا تازہ عمدہ گھی و صابن و شربت ہر قسم و معجون دافع ضعف معدہ و باہ فی تولہ ۱۲؍ و عرق دافع بخار ملیریا فی بوتل ۱۲؍ و دیگر ہر قسم کے دیسی و عمدہ عمدہ مرکبات و مفردات اور ضلع گجرات کی ساخت کے عمدہ مضبوط جوتے نہایت واجبی قیمت پر خاکسار سے منگوائیں۔ خاکسار پیر برکت علی احمدی کمیشن ایجنٹ ڈنگہ ضلع گجرات

جے پور کا مشہور عالم قلاقند و دیگر اشیاء

جے پور اپنے مشہور و معروف قلاقند کے لئے دور دور مشہور ہے لوگ اسے بطور سوغات و تحائف دور دور جگہوں میں بڑے شوق سے لیجاتے ہیں اسکی اعلیٰ خوبیاں وہ حضرات جان سکتے ہیں جنہوں نے اس کا ذائقہ چکھا ہے میں نے احمدی برادران کی خدمت میں یہاں سے بھیجنے کا خاص انتظام کیا ہے اگر کسی صاحب کو ضرورت و شوق ہو تو مطلع کریں ایک روپیہ میں ڈیڑھ سیر علاوہ محصول پارسل و پیکنگ نہایت اعلیٰ قسم کا روانہ ہوگا اس کے علاوہ جے پور کے نفیس کے جانماز میں سفید پتھر کا سامان مثل گلاس چائے کی پیالیاں یہاں سے بکفایت روانہ کیا جاتا ہے جس بھائی کو ضرورت ہو مطلع فرما دیں۔

المشتہر۔ محمد عثمان احمدی۔ بادلی اون ہوس۔ شہر جے پور

ایک تسلی بخش ذریعہ ۲؍۱

یہ بات مشہور ہے اور سب لوگ جانتے ہیں کہ پنجاب اور ہندوستان میں گجرانوالہ ہی ایک ایسا شہر ہے کہ جہاں اعلیٰ درجہ کی آہنی الماریوں۔ صندوقوں اور صندوقچیوں کے بہت سے کارخانے ہیں اگرچہ میں خود نہ تو لوہار ہوں اور نہ یہ کام اپنے ہاتھوں سے کر سکتا ہوں لیکن ایک کارخانہ کے ساتھ سالہا سال سے خاص تعلق ہونے کے باعث مجھے اس کے بہت سے نیک و بد سے اطلاع ہے ماسوا اس کے مالک کارخانہ بھی اچھا ہے اس لئے میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی بھائی کو آہنی الماری یا آہنی صندوق وغیرہ کی ضرورت ہو تو دل کی تسلی سے میری معرفت مال مطلوبہ منگوایا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حسب خاطر مال روانہ کیا جاویگا۔ نیز واضح ہو کہ اگر کسی صاحب کو پہلے بطور تخمینہ الماریوں وغیرہ کے نرخ سے واقفیت حاصل کرنی ہو تو کارڈ کے آنے پر ہم فہرست کارخانہ روانہ کریں گے۔

علاوہ ازیں میں نے اپنی نگرانی میں صابن کا ایک چھوٹا سا کارخانہ کھولا ہے جس میں دیسی صابن اور انگریزی عمدہ عمدہ قسم کے طیار ہوتے ہیں جو صاحب صابن کی تجارت کرنا چاہتے ہوں یا کرنا چاہیں وہ مجھ سے خط و کتابت تصفیہ کر کے فائدہ حاصل کریں۔

المشتہر۔ حکیم محمد دین دروازہ وسیہ سنگھ گجرانوالہ

مجموعہ فتاویٰ احمدیہ

علم فقہ میں علماء کے عملی اختلافات جو صدہا سال سے چلے آتے تھے انکو مٹانے کے لئے یہ بے نظیر کتاب مسائل فقہ میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی یادگار میں سے ہے مامور خدا کے صحیح فتووں سے واقف ہونے کے لئے ہر احمدی کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے فتوے بھی اس میں درج ہیں۔ قیمت ہر سہ حصہ ۱۲؍ ملنے کا پتہ۔ دفتر اخبار بدر۔ قادیان۔

تلاش عزیز

حلیہ برخوردار محمد عزیز الدین پسر مولوی نور الدین صاحب مرحوم۔ عمر تقریباً ۲۲-۲۳ سال رنگ گندمی۔ قد۔ تقریباً پانچ یا سوا پانچ فٹ۔ جسم۔ پتلا۔ نہ بہت فربہ۔ نہ بہت پتلا۔ ناک۔ پتلی۔ سینہ۔ ابھرا ابھرا۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑھ کے پاس نشان جیسے پھوڑے کا ہوتا ہے قریباً روپیہ بھر۔ انٹرنس تک تعلیم یافتہ۔

نوٹ۔ جو صاحب تلاش کر کے پتہ دیویں گے اس کو مبلغ ضمہ انعام دیا جاویگا۔ فقط۔ خاکسار اللہ یار ٹھیکدار سکنہ موضع بلھو وال تحصیل بٹالہ ڈاک خانہ گھوگا۔ ضلع گورداس پور۔

راستی موجب رضاء خداست ٭ کس نہ دیدم کہ گم شد از رہِ راست۔

کشتہ جریان

جریان ایسی ایک بلا نا گہانی و دشمن جانی ہے کہ کل لذات زندگی اسکی وجہ سے جاتی رہتی ہیں اس کے سبب سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔ مالیخولیا۔ نسیان۔ مراق کمی خون۔ دل کا دھڑکنا۔ بدن کا دبلا پن۔ نقصان شہوت جماع۔ سردرد۔ سر کا چکر آنا۔ ہاتھ پاؤں کی سوزش۔ غمگینی۔ نا امیدی۔ کسل۔ خوف۔ وحشت۔ بے خوابی۔ آواز میں ضعف۔ بینائی کا کم ہونا۔ کانوں میں آواز آنا۔ قبض ہضم کی خرابی وغیرہ وغیرہ۔ اس جانستان مرض کے لئے ہم نے ایک کشتہ بہت محنت و کوشش سے طیار کیا ہے جس کو بہت مریضوں پر آزمایا ہے خدا کے فضل سے بہت مفید پایا جو صاحب چاہیں وہ ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ فوائد اور محنت کے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے تو کہ ہر ایک فائدہ اٹھا سکے قیمت فی تولہ عہ جو آدمی غریب ہو اور خدا سے ڈر کر لکھیگا کہ میں غریب ہوں اس کے ساتھ انشاء اللہ رعایت کی جاویگی۔ عہ مولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

الراقم۔ عبد الرحمٰن کاغانی احمدی قادیان شفاخانہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین صاحب

ست سلاجیت گلگتی۔ مقوی جمیع اعضا نافع صرع۔ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر۔ جذام۔ استسقاء و زردی رنگ۔ تنگی نفس و دق و تپ کہنہ و فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ دہم

سورہ توبہ

(مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء بقیہ رکوع ۱۶)

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

یہ جو کہتے ہیں کہ جاھد الکفار والمنافقین۔ کی ماتحت منافقوں سے کیوں جہاد نہیں کیا گیا یہ غلط ہے کیونکہ منافقوں سے لڑائی ہوئی۔ چنانچہ قتلوا تقتیلا۔ سے ظاہر ہے۔

یحلفون باللہ۔ چونکہ انہیں قوت فیصلہ اور تاب مقابلہ نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

وھموا بمالم ینالوا۔ شیعہ غور کریں جو کہتے ہیں حضرت علی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل خلیفہ بننا چاہا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح حضرت علی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

عذابا الیما فی الدنیا۔ دیکھو سورہ احزاب۔ لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک فیھا الا قلیلا ...... یہ دنیا کا عذاب منافقوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہو چکا۔ ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا۔ جب دنیا کا عذاب ثابت ہو چکا تو آخرت میں ضرور آئے گا۔

فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم۔ بہت معاہدے کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ان کے نقض کا نتیجہ نفاق ہے۔

والذین لا یجدون الا جھدھم۔ صحابہ میں ایسے بھی تھے جو مزدوری کرتے اور اپنی قوت لایموت سے بچا کر خدا کی راہ میں دیتے بعض ان پر ہنسی کرتے اس سے منع کیا ایسے ہی بہت دینے والوں کو بھی مطعون کرتے کہ ریا سے دیتے ہیں۔

مورخہ ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۷)

بعض وقت نافہم۔ ناعاقبت اندیش ایک کام کرتا ہے اور اس کے نتائج کو نہیں سوچتا۔

انی اخاف علیکم مثل۔

فرعون نے کہا۔ ما اھدیکم الا سبیل الرشاد۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہی کامیابی کی راہ ہے بہت سے لوگ ایک بات منہ سے نکال لیتے ہیں۔ مگر نہیں دیکھتے کہ وہ نتائج کے لحاظ سے کیسی ہوگی۔

ابو عامر ایک عیسائی تھا۔ قیصر کے دربار میں اس نے مسلمانوں کے خلاف بہت سی کوشش کی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب سنا کہ ابو عامر مسلمانوں کے خلاف کوشش کر رہا ہے ان دنوں آپ نے تبوک کی طرف چڑھائی شروع کی ہوئی تھی ۹ ماہ کے قریب خرچ ہونے تھے اور فصل کی ہوئی تھی اس لئے منافقین نے بہت سے عذر تراشے۔ اور پیچھے رہ گئے۔ اور اس پیچھے رہنے پر خوش ہوئے اس کا ذکر اس رکوع میں ہے۔

وقالوا لا تنفروا۔ شریر آدمی اپنے ساتھ دوسروں کو بھی ملا لیتا ہے چنانچہ انہوں نے دوسروں کو بھی یہی ترغیب دی۔

ولیبکوا کثیرا۔ یہ رونا ان کو بہت وقت کیلئے نصیب ہوگا ایک موقعہ کا ذکر کرتا ہے۔

فقل لن تخرجوا معی ابدا۔ دیکھو اللہ بھی رحمٰن۔ رحیم۔ رحمتی وسعت کل شیٔ۔ اور نبی کریم بھی رحمۃ للعالمین۔ مگر پھر بھی ان کے حق میں ایک قطعی فیصلہ ہو گیا۔ یہ جو بڑی بڑی خطائیں کر کے معافی مانگنا پیشہ قرار دے لیتے ہیں۔ غور کریں۔ ایمان بین الخوف والرجا ہے۔

خوالف۔ جمع خالفۃ کی ہے۔ جو عورتیں پیچھے رہ جاویں۔

اعد اللہ لھم۔ دنیا میں مظفر و منصور ہوں گے تو ان خشک پہاڑوں کے نہیں بلکہ جنات وغیرہ کے

مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۸)

بہت سے لوگ بدی کا ارتکاب کر لیتے ہیں مگر جب ان کا خمیازہ اٹھاتے ہیں تو پھر عذر کرنے لگتے ہیں جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہیں کیونکہ عذر ہر جگہ کام دے۔ تو پھر انبیاء و کتب کی آمد بے کار رہ جاوے عذر کرنے والے تو تقدیر کا ہی عذر کرتے ہیں۔ جو بالکل فضول ہے حالانکہ قانون کی لاعلمی کا دعوے بھی مقبول نہیں ہوتا۔ لو کنا نسمع او نعقل کہنے والوں کی نہیں سنی گئی۔

اس رکوع میں غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والوں کو خطاب ہے۔

یہاں پارہ دہم کے نوٹ ختم ہوئے۔

گیارھواں پارہ

(۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء سورہ توبہ رکوع ۱)

الغیب۔ جو اسوقت موجود نہیں۔

الشھادۃ۔ جو موجود ہے۔

فان اللہ لا یرضیٰ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی رضا مقدم ہے۔

ومن الاعراب من یؤمن باللہ۔ یہ قرآن کا طرز قابل غور و تقلید ہے اگر کسی قوم کی برائی کا ذکر کرتا ہے تو ان میں سے نیکوں کو الگ کر لیتا ہے اور ان کا الگ ذکر کرتا ہے۔

یکم نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۲)

جہاں اللہ تعالے منافقوں و کافروں کا ذکر کرتا ہے وہاں مومنین کا الگ ذکر کرتا ہے اسمیں ایک حکمت تو یہ ہے کہ شیعہ جو مہاجرین و انصار کو منافق یقین کرتے ہیں پس اللہ تعالی پہلے منافقین کفار کے نشانات بتاتا ہے۔ پھر مومنوں کے نشان تا مقابلہ سے معلوم ہو سکے کہ مہاجرین و انصار مومن تھے اور ضرور مومن تھے۔

ابھی پیچھے گذرا ہے کہ منافقین کا ایک نشان یہ ہے۔ ھموا بمالم ینالوا۔ اب اسکے خلاف بیان فرمایا ہے کہ مہاجرین و انصار کامیاب ہوئے اور نہون نے رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ پایا۔

المہاجرین۔ جنھون نے اللہ کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ دیا۔ بلکہ رضا کے لئے یہ تعلقات چھوڑ دے۔

الانصار۔ جنھون نے ان مہاجرون کو جگہ دی۔

اتبعوھم باحسان۔ دل سے متبع ہوئے نہ بطور تقیہ۔

رضی اللہ۔ یہ رضی نہین فرمایا۔ کہ کسی کو اعتراض کی گنجائش رہ جاوے۔ راضی ہو چکا اسمین نہ صرف ابوبکر رضی کے ایمان کا بلکہ تمام مہاجرین وانصار کے ایمان کا ثبوت ہے۔

لا تعلمھم۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ ولتعرفنھم بالقول۔ اور ثم لا یجاورونک الا قلیلاً ملعونین اینما ثقفوا۔ اخذوا وقتلوا تقتیلاً۔ پھر۔۔۔ ایک پہچان بتاتا ہے کہ سنعذبھم مرتین

سیدی۔ نگرانی کرے گا۔

مُرجون۔ موخر الحکم یہ تین صحابی تھے ایک کا نام ہلال تھا ایک کا مرارہ ایک کا کعب تھا۔

اتخذوا۔ اس کا مفعول مسجد ہے اور ضراراً کا فعل اتخذوا محذوف ہے یعنی اتخذوا ضراراً۔

لمن حارب اللہ۔ یہ ابو عامر کی طرف اشارہ ہے جو عیسائی تھا اس کے مکرون سے ایک مکر یہ بھی تھا کہ رسول کریم اس جگہ مین نماز پڑھ لین۔ پھر کچھ مسلمان ادھر بھی آجایا کرین گے اور اسی طرح مسلمانون کی جماعت کو توڑون گا۔ اس ابو عامر نے اپنا ایک رویا بھی مشتہر کر رکھا تھا کہ مین نے دیکھا ہو کہ نبی کریم وحیداً طریداً شریداً فوت ہونگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خواب سچا ہی اُس نے اپنی حالت دیکھی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نام نہ لینے مین یہ بلاغت ہے کہ آیندہ بھی اگر کوئی ایسا کریگا تو اس کا انجام بھی یہی ہوگا۔

شفا۔ کنارہ۔

جرف۔ کھوکھلا۔ کھایا ہوا۔

فی نار جھنم۔ دریا کا کنارہ تو پانی مین گرتا ہے مگر یہ نفاق کا کنارہ جہنم مین گریگا۔

مورخہ ۲ - نومبر ۹ سنہ ء

(رکوع ۳)

انسان کی حقیقی خواہش کیا ہے۔ آرام۔ روپیہ کمانا۔ جتھا۔ حکام سے تعلق چاہنا۔ عمدہ مکان بنانا۔ غرض تمام کوششین اسی آرام کے حصول کے لئے ہین۔ طب۔ طبیعات۔ سب علوم بھی اسی لئے ہین۔ پھر لوگ آرام بھی بے انت زمانہ کے لئے چاہتے ہین اس کے لئے اس رکوع مین ایک گُر بتاتا ہے۔

ان اللہ۔ اللہ کے لفظ کا ترجمہ کوئی زبان برداشت نہین کرسکتی۔ عرب کسی معبود پر سوا خدا تعالیٰ کی ذات کے یہ لفظ نہین بولتے تھے۔ حتے کہ ان کے زمانہ جاہلیت کے قصائد مین کہین یہ لفظ کسی بُت یا محبوب پر نہین آیا۔ سارے قرآن شریف مین اللہ کو موصوف قرار دیا ہے کہین بھی صفت ہو کر نہین آیا جس سے ظاہر ہے کہ اور جتنے نام ہین وہ اس کی تفصیل و تشریح مین ہین۔

انفسھم۔ عربی مین نفس کے دو معنے ہین ایک وہ جو انسان کی جان ہے جسے روح غلط مراد لیتے ہین۔ دوسرے معنے ان مین ہے۔

الجنۃ۔ بہشت آرام گاہ۔

انبیاء کے جس قدر اوامر ہین اگر انسان ان پر چلے تو وہ دنیا مین بلحاظ طب بھی آرام سے رہتا ہے کوئی خطرناک موذی مرض اوامر الٰہی کے اتباع سے پیدا نہین ہوتی۔

اموالھم۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ مال و جان مومن کا جناب الٰہی کا ملک ہو چکا ہے پس اس پر مومن کا اپنا کوئی حق نہین سب کچھ خدا کے حکم کے ماتحت رکھنا چاہیئے۔

وعداً علیہ۔ وعدے دو قسم کے ہوتے ہین۔ کبھی وعدے اور ترقی پا جاتے ہین اسلئے ان کا ایفا اور کسی رنگ مین ہوتا ہے اس لئے یہان حقاً لگایا ہے کہ اسی طرح پورا ہو گا۔

فی التوراۃ۔ انجیل مین ایک جگہ آیا ہے کہ تو اپنے مال کو وہان نہ رکھ جہان چور کا ڈر ہو۔ تو اسے آسمان پر رکھ۔

والانجیل۔ انجیل مین صاف ہے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا آسان ہے مگر دولتمند خدا کی بادشاہت مین داخل نہین ہوسکتا۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہین کہ ان کی نام لیوا اُمت اپنی تمام ہمت کو مال کے جمع کرنے مین صرف کر رہی ہے۔

السائحون۔ مومن دنیا مین اعلاء کلمۃ اللہ اور عبرت کے لئے پھرنے والا ہوتا ہے۔

الآمرون بالمعروف۔ علوم حقہ کو حاصل کرکے دوسرون کو تبلیغ کرتا ہے۔

والحافظون لحدود اللہ۔ یہ غلط ہے کہ مستحق کرامت گناہ گار انند۔ مُومن وہی ہے۔ جو خدا کی حدود کی محافظت کرے۔ ہان گناہ گار توبہ کرلے تو مستحق کرامت ہوتا ہے۔

للمشرکین۔ ایک ہندو سے مجھے معرفت کا نکتہ یاد ہے کہ جب کسی کے والد کو کوئی چوہڑا کہدے تو کتنا رنج ہوتا ہے تو کیا کسی پتھر کو خدا کہنے والے پر ہم کس طرح ناراض ہون۔

لابیہ۔ مراد چچا ہے۔

ما کان اللہ لیضل قوماً۔ جبر کے مسئلہ پر بہت بحث ہو چکی ہے قرآن ان قومون کے ہاتھون مین ہوتا تو کبھی غلطی نہ کھاتے۔ کیونکہ اس مین صاف بتایا گیا ہے۔ کہ احکام شریعت ان قویٰ کے لئے ہین جن پر انسان کا اختیار ہے۔ اسی بناء پر تثلیث و کفارہ غلط ہے۔ کیونکہ انسان کو کوئی قوت نہین دیگئی۔ جس سے وہ ایک اور ایک اور ایک کو تین کی بجائے ایک سمجھے۔ اور اپنے گناہ کا اثر دوسرے پر پائے۔

مورخہ ۳ - نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۴)

وکونوا مع الصادقین۔ صداقت عربی زبان مین ایسا لفظ ہے کہ ہر صحیح اور سامر واقعہ پر بولا جاتا ہے چور کو پکڑتے ہین تو کہتے ہین۔ الکذب۔ الکذب۔ عمدہ تلوار کو بھی صدق ہی کہتے ہین۔ اخوثقتہ۔ اخو صدق۔

سچے علوم کے مطابق عملدرآمد کا نام ہے صداقت راستبازون کے ساتھ ہو جانا ایک کا رِاہم ہے اور بڑی بھاری قربانی۔

مورخہ ۴ - نومبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۵)

قاتلوا۔ مقابلہ کرتے رہو۔

غلظۃ۔ اس کی تفسیر مین ہے اشداء علی الکفار آیا ہے۔ مراد اس سے مضبوطی ہے یعنی کفار کا اثر قبول نہ کرو ہماری زبان مین غلیظ کے معنے بُرے لئے گئے ہین مگر عربی مین یہ بات نہین چنانچہ اکمۃ غلیظۃ کے معنے ہین۔ مضبوط ٹیلا۔

یلونکم من الکفار۔ شیخ ابن عربی نے لکھا ہے سب سے نزدیکی کافر تو ہمارا نفس ہے جو اللہ کی

بہت سی نافہمیاں کرتا ہے پس سب سے پہلے مقابلہ اس سے کرو۔

انہم یفتنون۔ گندے اور پاک کی تمیز کی جاتی ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ۱۹ دفعہ ایسے فتنے آئے ہیں۔

ظاہر کو باطن سے اور باطن کو ظاہر سے ایک تعلق ہے رسول کریم ؐ کے حضور آدمی آئے ایک نے دیکھا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جگہ ہے وہ تو جرأت کرکے وہان چلا گیا دوسرے کو شرم آئی۔ وہ آگے نہ ہوا سب سے پیچھے بیٹھ گیا۔ تیسرے نے دیکھا کہ جگہ نہین ہے اس نے اجتہاد کیا کہ میرا بیٹھنا فضول ہے چلا گیا۔ نبی کریم ؐ کو وحی ہوئی۔ کہ جس نے شرم کی۔ اس کے گناہون کی پکڑ مین اللہ بھی شرم کریگا۔ جو چلا گیا وہ بدنصیب ہے۔ نبی و راستباز کی صحبت مین بیٹھ رہنے سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے خواہ کچھ نہ سُنو نفس بیٹھنا ہی بھی ان انوار و برکات سے حصہ دلا دیتا ہے۔

مین اپنے بچون کو بھی قرآن شریف سنایا کرتا ہون اب کوئی یہ نہ جانے یہ کیا سمجھتے ہین کیونکہ اس کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ ایک عورت بیمار تھی اور اس حالت مرض مین جرمن بولتی تھی۔ لوگ حیران تھے۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر مین کسی پادری کی زبان سے جرمنی زبان کا لکچر سنتی تھی اس زمانہ کا اثر کیوجہ سے مرض مین جرمن بولتی تھی نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اذان سنانے کا حکم دیا ہے یہ لغو فعل نہین بلکہ اس کا اثر آیندہ عمر پر پڑتا ہے۔

یہان سورۃ توبہ کے نوٹ ختم ہوئے

سورۂ یونس

مورخہ ۶۔ نومبر ۹ سنہ ۶

(رکوع ۶)

الٓر۔ انا اللہ اریٰ۔ کیا دیکھتا ہون۔ اریٰ اعمالکم۔ یعنے جو کچھ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلوک کر رہے ہو۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے تعلقات ہین وہ سب مین دیکھ رہا ہون۔

الکتب الحکیم۔ جامع کتاب کس معاملہ مین۔ حق و حکمت کی بھری ہوئی۔ سزا ہوگی تو بھی حکمت پر جزا بھی ملیگی۔ تو بھی حکمت پر۔

الیٰ رجل منہم۔ یہ سوال ہر زمانے مین پیدا ہوتا رہا ہے۔ اور کئی ایک کو دھوکہ لگتا رہا ہے کہ ظاہری شکل تو ہم جیسی ہے۔ پس اس مین مابہ الامتیاز کیا ہے۔ حالانکہ مابہ الامتیاز ہوتا ہے گو عام فہم نہ ہو۔ چنانچہ پہلا امتیاز تو یہی ہے۔ کہ

ان انذر الناس۔ مکذب لوگون کو عذاب الٰہی سے ڈراوے۔

وبشر الذین اٰمنوا۔ مومنین کو بشارۃ دے۔

لسحر مبین۔ دلربا باتین کرنے والی قوم سے کٹوا کر الگ کر دینے والا۔

الذی خلق السمٰوٰت والارض۔ آسمان و زمین دونون اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہین مگر ایک کو رفعت بخشی ایک کو پستی۔ اسی طرح کسی کو محض اپنے فضل سے رفعت شان بخشدیتا ہے۔

من شفیع۔ شفع کہتے ہین جفت کو۔ پس خدا کا جفت والا کوئی نہین یہ اسکی پرکھیوت کوئی سزا یاب کا ساتھی بنتا ہے ذٰلکم اور یدبر الامر مین ثبوت دیا ہے۔ بعثت نبوت اور ایک شخص کو برگزیدہ کر لینے کا۔ اور پھر کہ

کامیاب مظفر و منصور کرنے کا اور پھر تمام انبیاء کی تعلیم کا اصل الاصول تبلایا ہے۔

الیہ مرجعکم۔ جیسا مبدء مین وہی ہے ایسا ہی سب کا انجام بھی وہی ذات ہے۔ جس آن مین اللہ اول ہے اُسی آن مین آخر ہے کیونکہ ذرہ ذرہ پیدائش کے ساتھ ذرہ ذرہ اپنے بقار کے لئے بھی اسی کا محتاج ہے۔

لیجزی۔ انذار و تبشیر اور یہ تمام کار اس لئے ہے کہ جزاء دے مومنون کو اور سزا دے کفار کو

ھو الذی جعل الشمس۔ ظاہری انتظام کر دکھا کر باطنی پر استدلال فرمایا۔

لاٰیٰت۔ کہ ہر چیز کا مبدء و معاد یہی ہون۔

لا یرجون۔ ایک معنی اُمید نہین رکھتے۔ دوم معنے خوف نہین رکھتے۔ اور یہ معنے چسپان ہین۔

الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات۔ علم کے ساتھ عمل ضروری ہے۔ گو فلسفہ قدیم کا یہ مسئلہ گمراہ کن ہے کہ ہم عالم ہو جائین تو خدا سے تشبہ پیدا کرین کہ اسے علم ہے مگر عمل نہین کرتا۔

مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۹ سنہ ۶

(سورہ یونس رکوع ۷)

ولو یعجل اللہ الناس الشر۔ نادان انسان اپنے لئے عذاب مانگ لیتا ہے۔

اللّٰھمّ ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ ابوجہل دُعا کی تھی ہمارے ملک مین لڑکیون کو ایسی ایسی گالیان دیتے ہین کہ خدایا تیری پناہ! زمیندار اپنے مال مویشی کو اسی قسم کے لفظ کہتے ہین۔ اگر یہ دعائین اللہ تعالیٰ قبول کرلے تو تمام کارخانہ درہم برہم ہو جائے۔

فی طغیانہم یعمھون۔ ہم تو ان کو چھوڑ دیتے ہین۔ مگر وہ ایسے شریر ہوتے ہین کہ اندھا دھند اپنی شرارت مین بڑھتے جاتے ہین۔

ولقد اھلکنا۔ یہ اس بات کی نظیر دیتا ہے کہ بعض وقت عذاب آتا ہے تو وہ اٹھایا نہین جاتا۔ کیونکہ جرم معافی کی حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

وجاءتہم رسلہم۔ غفلت مین اللہ تعالےٰ نہین پکڑتا بلکہ اتمام حجت فرماکر پکڑتا ہے۔

ما کانوا لیؤمنوا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ غفلت مین نہین ہے۔ بلکہ انکار بھی کیا۔

المجرمین۔ صرف گناہگار نہین۔ بلکہ وہ جس نے جناب الٰہی سے اپنے تعلقات قطع کر لئے ہون

لننظر کیف تعملون۔ یہ آیت خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہے کیونکہ تم بھی اس آیت کے نیچے ہو۔ بدظنی سے بچو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ علوم دین سے واقفیت پیدا کرکے اس پر عمل کرو۔

او بدلہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو کافی نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ کہ

مثنوی مولوی معنوی ٭ ہست قرآن در زبان پہلوی

جیسے شعر بنائے گئے۔ لوگ قرآن شریف کو چھوڑ کر راگ وغیرہ کی طرف بھی لذت کے لئے توجہ کرتے ہین۔ مگر اس کا اثر دیرپا نہین ہوتا۔

عمرا من قبلہ۔ چالیس سال کی عمر کسی بشر کے حالات کے لئے کافی ہے اس مین اس شخص کی احتیاط و تقوے کا علم ہو سکتا ہے۔

افلا تعقلون - کیا تم اس کے مقابلہ سے اپنے تئین نہین روکتے۔

لایفلح المجرمون - یہ اپنے صدق کی دلیل دی ہے کہ مین مظفر و منصور ہونگا۔ اور یہ دشمن شکست یاب۔

مورخہ ۸ - نومبر ۱۹۰۹ء

(پارہ ۱۱ - سورہ یونس - رکوع بقیہ ۷، و ۸)

وما کان الناس الا امۃ واحدۃ - اس آیت مین اس امر کا بیان ہے - کہ انبیاء و مجددین کس وقت مین مبعوث ہوتے ہین - سو فرماتا ہے - کہ لوگ ایک رنگ مین رنگین ہو جاتے ہین یعنے غیرت دینی اُٹھ جاتی ہے - کوئی نماز پڑھے تو پڑھے شراب پیئے تو پیئے - یعنے جب عیسے بدین خود - موسیٰ بدین خود اور یہ کہ اپنی اپنی قبر مین پڑنا ہے" کے فقرے بولے جاتے ہین - ایسے وقت مین -

ماختلفوا - اختلاف اس وقت پڑتا ہے کہ جب مامور آجاوے - چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا - کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین منذرین الی - وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتہم البینات بغیاً بینہم - اور النحل ۱۴ - ۱۴ -

ولولا کلمۃ وہ کلمہ عسیٰ ان یکون ردف لکم اور ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم -

آیۃ - وہ عظیم الشان نشان جس مین سب ہلاک ہو جاوین -

مکر - تدابیر - جب کسی پر کوئی مشکل یا مصیبت بنتی ہے - تو کئی طرح کے حیلے کیئے جاتے ہین - چنانچہ اس کی تشریح خود فرماتا ہے -

ھو الذی یسیرکم فی البر والبحر ین -

اذا ھم یبغون فی الارض - نادان انسان جب مشکل سے نجات پاتا ہے - تو اپنی تدبیرون پر اکڑ بازی کرتا ہے - ایک دفعہ میری ایک بہن کا بچہ ہیضہ سے بیمار ہو کر مرگیا - مین جو گھر آیا تو اوس نے مجھے کہا - بھائی اگر تم ہوتے تو لڑکا بچ رہتا - مین نے کہا - اب ایک لڑکا ہو گا اور وہ میرے سامنے ہیضہ سے مریگا - تا ظاہر ہو کہ خدا تعالیٰ کے ارادے کے سامنے ہماری تدبیرین ہیچ ہین - چنانچہ ایسا ہی ہوا ایسے کلمات الٰہی عظمت کے خلاف ہین

مثل الحیٰوۃ الدنیا - جوانی کے دن خصوصیت سے قابل توجہ ہین - ان کی مثال دیتا ہے -

مورخہ ۹ - نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۸ و ۹)

وزیادۃ - دیدار الٰہی -

جزاء سیئۃ بمثلہا - جس قسم کا کوئی گناہ کرتا ہے اُسی قسم کی سزا پاتا ہے یعنے جس غرض کے لیئے گناہ کرتا ہے وہ غرض حاصل نہین ہوتی - مثلاً کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اپنے لباس مین اپنی زبان مین اپنے تعلقات مین ایک شان پیدا کر لیتا ہے چونکہ یہ لوگ اپنی بڑائی چاہتے ہین اس لیئے تمام فہیم لوگ اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہین -

اسی طرح چور حصول مال کے لیئے چوری کرتا ہے - وہ ہمیشہ مفلس و نادار اور غریب رہتا ہے - ایک چور کا ذکر ہے کہ اُس نے کسی عورت کا زیور چرا لیا - عورت نے دیکھ لیا - کچھ مدت بعد وہی چور جس نے اس عورت کا زیور چرا لیا تھا اُس کوچہ مین گذرا تو اس عورت نے کہا دیکھو مجھے تو خدا نے وہی زیور پھر دے دیا مگر تم ویسے ہی ہو کہ مرتے ہو اس پر وہ تائب ہوا۔

اسی طرح قماربازون کا حال ہے - یہی انجام عیاشون اور شہرت پرستون کا ہوتا ہے کہ وہ اس لذت سے ہمیشہ کے لیئے محروم رہ جاتے ہین بلکہ انہین آتشک - سوزاک نامردی پیدا ہو جاتی ہے شرابی اور افیونی بھی آرام نہین پاتے - جو لوگ نکمے بیٹھتے ہین آخر انہون ذلت کے کام کرنے پڑتے ہین - یا ذلیل ہونا پڑتا ہے -

فزیلنا بینہم - آپس مین ان کا جھگڑا کرا دینگے -

ھنالک تبلوا - ظاہر پائے گا - جیسے یوم تبلی السرائر

قل من یرزقکم - یہ ھو لہم الحق کا ثبوت دیتا ہے چنانچہ اپنے احسان بیان فرمائے - رزق موجب زندگی ہے - اور سمع و بصر لطف زندگی -

من یخرج الحی من المیت - انڈون سے چوزے اور مرغی سے انڈے - گندون سے نیک اور نیکون سے گندے -

انہم لا یؤمنون - کیونکہ مسلمان کے معنے ہین جو نیک نمونہ ہو جو اللہ کا فرمانبردار ہو جس کا مسلک صلح و آشتی ہو -

فما لکم - اس کے آگے وقف ہو اس بات کا اشارہ ہے کہ خوب سوچو -

مورخہ ۱۰ - نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۹ و رکوع ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ مین نبی کریمؐ کی نبوت کے بارے مین ثبوت دیئے ہین پہلے تو فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ یہ بیکس و بےبس ہے ہرگز نہین بلکہ اس کا بھیجنے والا عرش کا مالک ہے درمیان مین ایک بات آگئی کہ ہمین کس طرح معلوم ہو کہ یہ راستباز ہے یا منافقانہ طور سے کہتا ہے - واقعی یہ سوال اہم ہے کیونکہ ہر کارخانے مین ایک کارخانہ جھوٹ کا بھی ہوتا ہے اور مصنوعی اور اصلی شے مین تمیز کرنے سے بعض عقلین عاجز آجاتی ہین - ایک دفعہ ہم نے ایک رقعہ لکھا اور ایک اس قسم کے مدعی سے کہا اس کا جعل بناو - ہم نے اپنے رقعہ مین ایک باریک نقطہ لگا دیا - جب وہ جعل بنا کر لایا - تو بعینہ وہ نقطہ اس مین بھی تھا اور یہ تمیز نہ ہو سکتی تھی کہ اصل کونسا ہے -

راستبازون کی پہچان کے متعلق ہم کو تو بہت سی آسانیان ہین - کیونکہ اس سے پہلے کئی نبی اور صادق ہو چکے ہین - جھوٹے اور سچے کی تمیز کے لیئے کئی معیار ہین اون مین سے ایک کا بیان فرماتا ہے -

ایک تو یہ کہ تصدیق الذی بین یدیہ - اگلی کتب مین جو پیشگوئیان ہین - وہ اس پر صادق آتی ہین ایک پیشگوئی جو استثناء باب ۱۸ مین ہے جس کی تفصیل فصل الخطاب مین ہے - پھر انجیل مین خدا کی بادشاہت کا بار بار ذکر ہے - جس سے مراد اسلام ہے - حضرت نبی کریم کے بارہ مین - کیونکہ مسیح کو حکومت حاصل نہین ہوئی -

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)